ابوبکر صدیق رضؓ

یاسمین خاکوانی

eBook

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ

کے نام سے

جو بہت مہربان

نہایت رحم کرنے والا ہے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نام کتاب ------------ حضرت ابوبکر صدیقؓ

تالیف ------------ یاسمین خاکوانی

ناشر ------------ الھدیٰ پبلی کیشنز، اسلام آباد

ایڈیشن ------------ پنجم

ISBN ------------ 969-8665-25-8

تعداد ------------ 1000

قیمت ------------

تاریخ اشاعت ------------ مارچ 2019ء، رجب 1440ھ

ملنے کے پتے

پاکستان

7-AK Brohi Road, H-11/4, Islamabad, Pakistan

فون: +92-51-4866130-1, +92-51-4866150-1 +92-51-4866125-9

www.alhudapublications.org

www.alhudapk.com **www.farhathashmi.com**

امریکہ

PO Box 2256 Keller TX 76244

فون: +1-817-285-9450 +1-480-234-8918

www.alhudaonlinebooks.com

کینیڈا

5671 McAdam Rd ON L4Z IN9 Mississauga Canada

فون: +1-905-624-2030 +1-647-869-6679

www.alhudainstitute.ca

برطانیہ

14 Wangey Road, Chadwell Heath Romford,
Essex RM6 4AJ London U.K.

فون: +44-20-8599-5277 +44-79-1312-1096

alhudauk.info@gmail.com

alhudaproducts.uk@gmail.com

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ابوبکر صدیقؓ

حالاتِ زندگی و دورِ خلافت

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

یاسمین خاکوانی

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

الحمدللہ

سب تعریفیں وشکر اللہ کے لیے

استاذہ محترمہ

ڈاکٹر فرحت نسیم ہاشمی

کے نام

جن کی مسلسل رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی بدولت خلق کی بھلائی کے لیے یہ کام ممکن ہوا

ربنا تقبل منا

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
مقدمہ	1
تعارف	3
خانگی زندگی	3
ذریعہء معاش	4
قبولِ اسلام	4
دعوت اسلام واستقامت	5
ارادہ ہجرتِ حبشہ	6
ہجرت اور رسول اللہ ﷺ کی رفاقت	7
مدنی دور کا آغاز	12
غزوات میں شرکت	14
غزوہ بدر	14
غزوہ بنو مصطلق اور واقعہ افک	15
صلح حدیبیہ	17
رسول اللہ ﷺ کا آخری وقت اور ابو بکرؓ	18
مسئلہ خلافت اور فراستِ ابو بکرؓ	21
خطبہ خلافت	22
دورِ خلافت کی ابتدائی مشکلات	24
اسامہؓ بن زید کے لشکر کی روانگی	24
دفاعِ مدینہ	25
جھوٹے مدعیانِ نبوت	26
بغاوتیں	27
منکرینِ زکوٰۃ	30
چند جنگوں کے مختصر حالات	32
ایرانیوں سے جنگ	32
جنگِ سلاسل	32

عنوان	صفحہ نمبر
جنگ مذار	33
جنگ ولجہ	33
جنگ الیس	33
دومۃ الجندل	33
جنگ فراض	33
رومیوں سے جنگ	34
بصریٰ کی فتح	34
جنگ اجنادین	34
نظام حکومت	36
ملکی نظم ونسق	36
مالی انتظامات	37
مفتوحہ اقوام سے رویہ	37
ذمی رعایا کے حقوق	38
فوجی نظام	39
فوج کی اخلاقی تربیت	39
سامانِ جنگ کی فراہمی	40
تدوین قرآن	41
علم وفضل	42
علم الانساب	42
علمِ تفسیر	42
تعبیر الرؤیا	43
تقریر وخطابت	44
ذوقِ سخن	44
اصولِ اجتہاد	45
قیاسی مسائل سے خوف	45

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

عنوان	صفحہ نمبر
فہم وفراست	45
فضائلِ ابوبکرؓ	46
اخلاق وعادات	49
حضرت ابوبکرؓ کا ایمان	49
لقب "صدیق"	50
خشیت	51
تقویٰ	51
رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایفائے عہد	52
تربیتِ اولاد	52
شفقت	52
مہمان نوازی	53
خدمتِ خلق	54
انفاق فی سبیل اللہ	54
تواضع	55
زُہد	56
رسول اللہ ﷺ کے محرم خاص	57
رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت اور متعلقین کا خیال	57
لباس اور غذا	58
رحلتِ ابوبکر صدیقؓ	59
علالت وانتقال	59
وصیتیں	59
اولادِ ابوبکر صدیقؓ	64
حضرت اسماء بنتِ ابی بکرؓ	64
حضرت عائشہؓ	64
حضرت عبداللہ بن ابی بکر	65
حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر	65
حضرت محمدؒ بن ابی بکر	65
ام کلثومؒ	66
ابوبکرؓ کے چند زریں اقوال	67
حوالہ جات	69

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

صحابہ کرامؓ وہ عظیم مسلمان تھے جنہوں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے کلام اور رسول اللہ ﷺ کے پیغام کو جب قبول کرلیا تو راہِ حق کے بے مثال جاں نثار بن گئے۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے اپنی زندگی رضائے الٰہی کے مطابق ڈھالی بلکہ دنیا والوں کے لیے بھی بہترین نمونہ بن گئے۔ انہوں نے اسلام کی روشنی سے عالم کو منور کر کے انسانوں کے دلوں میں بہترین مقام پایا اور ثابت کر دیا کہ جو بھی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ دنیا والوں میں ہمیشہ کے لیے سچی شہرت و عزت پالے گا۔ ان کی کردار ساز شخصیات اور سنہرے ماضی کی جھلکیاں ہمیں اپنے مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

ہم سورۃ الفاتحہ میں اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ ہمیں صراطِ مستقیم دکھا اور ان کا راستہ بتا جن پر تو نے انعام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود ہی واضح کر دیا کہ انعام یافتہ کون ہیں۔

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا (النساء:69)

”اور جو کوئی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا نبیوں، راست بازوں، شہیدوں اور نیکوکاروں میں سے اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں“۔

ان انعام یافتہ راست بازوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی شامل ہیں جو سراپا سچائی اور خیر تھے۔ آپؓ ان دس خوش نصیب صحابہؓ میں سے ایک تھے جنہیں زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی۔

ان مقدس ہستیوں کے بارے میں جان کر حیرت ہوتی ہے کہ ہم ہی جیسے گوشت پوست کے یہ انسان کس طرح اپنے خیالات، سوچ، اور عمل میں شعوری تبدیلی لائے کہ جان، مال، وقت، اولاد، صلاحیتیں غرض یہ کہ ہر نعمت کو آخری سانس تک دین کی سربلندی کے لئے لگا دیا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے متعلق مواد جمع کرتے ہوئے دل ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا۔ ان کی خوبصورت شخصیت، بلند حوصلہ، عزم وولولے، حد درجہ فکرِ آخرت، ان تھک قربانیاں، تعاون علی البر اور

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

زندگی بھر نیکی کی تگ ودو کا مطالعہ اکثر و بیشتر چشم حیرت کو پُر نم کرتا رہا۔ان کے اوصاف کی جگمگاہٹ دل کو منور کر گئی اور عطر بیز خوبیوں کے جھونکے دل و دماغ کو معطر کرنے لگے۔

وہ جو دور سے ایک افسانوی کردار نظر آتے تھے اب سراسر نیکی وخیر کا مقدس و حقیقی پیکر بن کر ارد گرد محسوس ہونے لگے۔جو مشعل حق وہ جلا گئے، اسے تھام کر قدم آگے بڑھانے کی تمنا دل میں کروٹیں لینے لگی۔

جیسے جیسے مطالعہ میں اضافہ ہوا، سر ان کی عظمت کے آگے جھکتا چلا گیا۔کئی مرتبہ لکھتے ہوئے ہاتھ لرز گیا اور اپنی کمی کوتاہیاں دل کو جھنجھوڑ گئیں۔

تب جی چاہا کہ ان سے متعلق وہ سب باتیں جنہوں نے مجھے متاثر کیا، وہ قلم کے ذریعہ دوسروں تک بھی پہنچ جائیں شاید کہ یہ کوشش دوسروں کے لیے بھی مشعل راہ بن جائے۔ان کی زندگی کے پر کشش حقائق اس طرح بے نقاب ہوں کہ غافل دلوں کو جگا دیں اور وہ دوسروں کے لیے بھی خیر و برکت کا باعث بن جائیں۔

آمین۔**ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم**

یاسمین خاکوانی

یکم فروری 2012ء،8ربیع الاوّل1433ھ

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

تعارف

حضرت ابو بکرؓ کی عظمت کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان مبارک سے ہوتا ہے۔

"لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلٰكِنْ أَخِي وَ صَاحِبِي" [1]

"اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا، لیکن وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے۔"

حضرت ابو بکرؓ ۵۷۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کا نام عبداللہ، کنیت ابو بکر، لقب صدیق اور عتیق تھے۔

آپؓ کے کسی بیٹے کا نام "بکر" نہ تھا مگر آپؓ اپنی کنیت "ابو بکر" سے ہی معروف ہوئے۔

آپؓ کے والد کا نام عثمانؓ اور کنیت ابو قحافہ تھی۔ والدہ کا نام سلمیٰؓ اور کنیت اُم الخیر تھی۔ قریش کی شاخ بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے۔ مکی ریاست میں خون بہا کی امانت داری اسی قبیلہ کے سپرد تھی۔ آپؓ کا شجرہ نسب چھٹی پشت پر رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ آپؓ کی چار پشتوں کو صحابہ اور صحابیات ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یعنی حضرت ابو بکرؓ کے والد، آپؓ خود، تمام اولاد اور آپؓ کے نواسے وغیرہ سب صحابہ تھے۔ آپؓ کم گو، سنجیدہ مزاج، باوقار اور حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے دھیمی گفتگو کرتے اور اپنی سچی اور شیریں گفتگو سے ہر ایک کا دل موہ لیتے۔ قد موزوں، جسم دُبلا، پیشانی کشادہ، بال گھنگھریالے اور چہرہ حسین تھا۔ عام حالات میں حضرت ابو بکرؓ نہایت نرم مزاج تھے۔ غصہ اور خفگی کا شائبہ بھی ان کے مزاج میں نہ تھا مگر اسلام کے معاملے میں نہایت سخت اور غیرت مند تھے۔ جسمانی طور پر ضعیف لیکن حق کے معاملے میں چٹانوں جیسا عزم رکھتے تھے۔ آپؓ کے مشورے فہم و فراست پر مبنی ہوتے لہٰذا اکثر مسائل و جھگڑوں میں لوگ آپؓ سے رجوع کرتے تھے۔

خانگی زندگی

حضرت ابو بکرؓ اپنے اہلِ خانہ سے بہت اچھا سلوک کرتے لہٰذا آپؓ کی خانگی زندگی نہایت خوشگوار تھی۔

قُتَیلہ بنت عبدالعزیٰ اور امِّ رومانؓ بنت عامر بن عمیرہ سے آپؓ نے اسلام سے پہلے نکاح کیا اسما بنت عمیسؓ اور حبیبہ بنت خارجہؓ سے اسلام کے بعد عقد کیا۔

مکہ کے رئیس عبدالعزیٰ کی بیٹی قُتَیلہ سے آپؓ کی پہلی شادی ہوئی اور ان سے حضرت اسماءؓ اور حضرت عبداللہؓ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

پیدا ہوئے۔ چونکہ قُتیلہ نے اسلام قبول نہیں کیا لہٰذا حضرت ابو بکرؓ نے انہیں ہجرت سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی۔ دوسری شادی مکہ میں امِ رومان سے ہوئی جن کا تعلق خاندانِ فراس سے تھا۔ انہوں نے ابتداء میں ہی اسلام قبول کر کے صحابیہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ان سے حضرت عبد الرحمانؓ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پیدا ہوئیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ جب انہوں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو مسلمان ہی پایا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے امِ رومان کو قبر میں اتارا تو ان کے لیے مغفرت کی دعا کی اور فرمایا، "اے اللہ تجھ پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اُمِ رومان نے تیرے لیے اور تیرے پیغمبر کی خاطر کیا کیا تکلیفیں اٹھائی ہیں"۔ ۲

مدینہ منورہ میں حضرت ابو بکرؓ نے اپنے انصاری بھائی کی بیٹی حضرت حبیبہ بنت خارجہؓ سے شادی کی اور ان کے ہمراہ مقامِ سنُح میں رہنے لگے۔ حبیبہ بنت خارجہؓ قبیلہ حارث بن خزرج سے تھیں اور انہی سے آپؓ کی سب سے چھوٹی بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ جنگِ موتہ کے بعد حضرت جعفر طیارؓ کی بیوہ حضرت اسماء بنتِ عمیسؓ سے حضرت ابو بکرؓ نے شادی کی جن کا تعلق قبیلہ خثعم سے تھا۔ ان ہی سے محمد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے۔ آپ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کی ماں شریک بہن بھی تھیں۔

ذریعہ معاش

اٹھارہ برس کی عمر میں حضرت ابو بکرؓ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ آپؓ نے کپڑے کی تجارت کے سلسلے میں یمن، عراق، شام وغیرہ کا سفر کیا۔ آپؓ کا شمار مکہ کے امیر اور معزز لوگوں میں ہوتا تھا اور اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ قبولِ اسلام کے وقت آپؓ چالیس ہزار اشرفیوں کے مالک تھے۔ حضرت ابو بکرؓ مکہ کے اسی محلّہ میں رہتے تھے جس میں حضرت خدیجہؓ اور شہر کے دیگر مشہور تاجر رہتے تھے۔

قبولِ اسلام

حضرت ابو بکرؓ اگرچہ اپنے قبیلے کے نہایت معزز اور مالدار انسان تھے، اس کے باوجود ان کی حق پرست طبیعت میں سچائی کی طلب تھی۔ لہٰذا جوں ہی رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی، انہوں نے فوراً اسلام قبول کر کے آپ ﷺ کے رسول ہونے کی تصدیق کر دی۔ یوں آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ قبولِ اسلام کے وقت آپؓ کی عمر اڑتیس (۳۸) برس تھی۔

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

دعوتِ اسلام و استقامت

حضرت ابوبکرؓ کو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی حمایت اور اپنے دین کی اشاعت کے لیے چن لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد وہ سب سے پہلے مبلغِ اسلام تھے۔ انتہائی نرم خو اور پاکیزہ نفس کے مالک تھے اور ان کے دل میں دوسروں کے لیے اس قدر خیر خواہی تھی کہ مسلمان ہوتے ہی اپنے دوستوں میں اسلام کی اشاعت کے لیے جدوجہد شروع کر دی۔

حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ، حضرت عثمانؓ بن مظعون، حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح، حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص آپؓ ہی کی دعوت سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے چچازاد بھائی حضرت طلحہؓ کے قبولِ اسلام کا علم جب قریش کے ایک سردار نوفل کو ہوا تو اسے بہت غصہ آیا کیونکہ وہ اسلام کا سخت دشمن تھا۔ اس نے ان دونوں کو رسی سے باندھ کر جسمانی تشدد کیا۔ اسی طرح حضرت طلحہؓ کے بڑے بھائی اور چچا نے بھی ان پر بہت سختی کی مگر وہ ہر قسم کی جسمانی تکلیف برداشت کرتے ہوئے صبر و استقامت سے اسلام پر قائم رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کفارِ مکہ کی ایذارسانی کے باوجود تبلیغ اسلام کا سلسلہ تیرہ سال جاری رکھا۔ بے بسی کے اس دور میں بھی حضرت ابوبکرؓ اپنی جان، مال، رائے اور مسلسل رفاقت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے دستِ راست بنے رہے۔ رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح و شام حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور دیر تک آپؓ کے ساتھ مختلف معاملات پر گفتگو فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ قبائلِ عرب کی محفلوں میں تبلیغ کے لیے جاتے تو حضرت ابوبکرؓ ساتھ ہوتے اور ماہر علم الانساب و کثرتِ ملاقات کے باعث لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کا تعارف کرواتے۔ کعبہ میں ایک مرتبہ کفار نے رسول اللہ ﷺ کو گھیر کر مارنے کا ارادہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو گھر میں کسی نے خبر دی تو وہ دوڑے دوڑے آئے اور کافروں کو غصے سے ہٹاتے ہوئے یہ آیت پڑھی،

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (المؤمن:28) ۳

”کیا تم اس لیے ایک شخص کو مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر تمہارے پاس آیا ہے۔“

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

یہ سنناتھا کہ کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر حضرت ابو بکرؓ کو مارنا شروع کر دیا۔ان میں سے ایک نے اپنے جوتے سے اُن کی ناک اور منہ پر اس قدر مارا کہ وہ لہولہان ہو کر بے ہوش ہو گئے مگر مسلسل یہی کہتے رہے:

"اے عزت وشان والے تیری ذات بہت برکت والی ہے"

حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ اباجان نیم بیہوش، شدید زخمی حالت میں گھر لائے گئے۔چہرہ لہولہان تھا اور خون بالوں میں جم چکا تھا۔ذرا ہاتھ لگانے سے بالوں کی لٹیں جھڑ جاتیں۔جیسے ہی ہوش میں آئے تو قبیلے والوں نے ان کی بیوی قُتَیلہ سے کہا کہ انہیں دودھ دو تا کہ طبیعت بحال ہو سکے۔لیکن انہوں نے کہا، "اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہ لوں"۔ یہ سنتے ہی قبیلے والوں کو سخت غصہ آیا اور انہیں برا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے کہ جس شخص کی وجہ سے اس حال کو پہنچے ہیں پھر بھی انہی کا ذکر کر رہے ہیں۔مگر حضرت ابو بکرؓ نے قبیلہ والوں کی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر فرمایا، "مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو"۔ چنانچہ رات کے وقت جب وہ دوسروں کا سہارا لیے کفار سے چھپتے چھپاتے دارالارقم میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو ان کی زخمی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ ﷺ نے فرطِ محبت سے ان کی پیشانی چوم لی۔

ارادہ ہجرتِ حبشہ

جب کفار کی اذیتیں حد سے بڑھ گئیں تو حضرت ابو بکرؓ حبشہ کی جانب ہجرت کے ارادے سے نکلے۔ برکَ الغِماد پہنچے تو قارہ قبیلہ کے سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔اس نے پوچھا، "ابو بکر کہاں کا ارادہ ہے؟" انہوں نے فرمایا، "میری قوم (قریش) نے مجھے نکال دیا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ زمین کی سیر و سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں"۔ابن الدغنہ نے کہا، "ابو بکر! تم جیسا آدمی نہ وطن سے نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔تم تو یہاں کے رہنے والوں کی آن بان ہو۔مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہو، غریبوں، محتاجوں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتے ہو، دکھی لوگوں کے دکھ دور کرنے کی کوشش کرتے ہو اور نیکی کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہو۔مکہ واپس چلو، میں تمہیں اپنی پناہ میں لیتا ہوں اور تم اپنے شہر میں رہ کر ہی اپنے رب کی عبادت کرو۔" ابن الدغنہ نے اپنی پناہ کا اعلان کر دیا اور ابو بکرؓ واپس مکہ آ گئے۔

حضرت ابو بکرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ہی چھوٹی سی مسجد بنا لی اور اسی میں عبادت کرتے۔یوں سب

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

سے پہلی مسجد بنانے کی سعادت بھی حضرت ابوبکرؓ نے حاصل کرلی۔ حضرت ابوبکرؓ بہت رقیق القلب تھے اور قرآن پاک کی تلاوت اس سوز سے کرتے کہ راہ چلتے قریش کی عورتیں اور بچے بے اختیار رک کر اللہ کا کلام سننے لگتے۔ کفار کو اعتراض ہوا اور انہوں نے ابن الدغنہ سے کہا کہ "تم ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ اس سے باز آجائے کیونکہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہو کر اپنے آبائی مذہب سے ہٹ نہ جائیں"۔ جب ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلند آواز سے تلاوت کرنے سے روکا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کی یہ بات ماننے سے انکار کردیا اور فرمایا، "مجھے تمہاری پناہ کی حاجت نہیں کیونکہ میرے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ ہی کافی ہے۔"[4] ان کا انکار سن کر ابن الدغنہؓ نے اپنی پناہ واپس لے لی تاہم چند سالوں بعد وہ خود بھی مسلمان ہو گئے۔

ہجرت اور رسول اللہ ﷺ کی رفاقت

مکہ میں کفار کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی، تاہم رسول اللہ ﷺ نے خود ہجرت نہ کی اور حضرت ابوبکرؓ نے جب ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا، "جلدی نہ کرو شاید کہ اللہ تمہیں میرا ساتھی بنا دے۔" لہٰذا حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے ہمراہ حکم کے منتظر رہے اور اس دوران دو اونٹنیوں کو تیز رفتار کرنے کے لیے کیکر کے پتے کھلا کھلا کر سفرِ ہجرت کے لیے تیار کرتے رہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ٹھیک دوپہر کو سر چھپائے، خلافِ معمول ایسے وقت آئے جو آپؐ کے تشریف لانے کا وقت نہ تھا حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو آتے دیکھ کر فرمایا، "میرے ماں باپ رسول اللہ ﷺ پر قربان! اللہ کی قسم آپؐ اس وقت جو آئے ہیں تو یقیناً کوئی کام ہے۔" اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت دی تو اندر آ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "لوگوں سے کہو ذرا باہر جائیں۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا، "یہاں رسول اللہ ﷺ ہی کے گھر والے ہیں۔" یعنی حضرت عائشہؓ جن سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح ہو چکا تھا اور ان کی والدہ وہاں موجود تھیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔" یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، "میرے ماں باپ رسول اللہ ﷺ پر قربان! کیا میں بھی آپؐ کے ساتھ چلوں گا؟" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہاں" حضرت ابوبکرؓ یہ سن کر خوشی سے رو پڑے۔[5]

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اس کے بعد سفر کی تیاری کرتے ہوئے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں اونٹنیاں پیش کرتے ہوئے فرمایا ”آپؐ ان دونوں اونٹیوں میں سے کوئی ایک اونٹی لے لیجئے“۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیمتاً لوں گا اور قیمت ادا کر دی۔ اس کے بعد یہ طے پایا کہ عبداللہ بن اریقط تین روز کے بعد اونٹنیاں لے کر غارِ ثور کے قریب ان دونوں کا انتظار کریں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم نے جلدی سے دونوں کے لیے سفر کا سامان تیار کیا اور چمڑے کے ایک تھیلے میں کھانا ڈالا۔ میری بہن اسماءؓ کو کچھ اور نہ ملا تو اس نے اپنا نطاق (کمربند) پھاڑ کر اس تھیلے کا منہ باندھ دیا۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماءؓ کو ذات النّطاقین کا لقب عطا کیا یعنی دو کمر بند والی۔

اسی رات رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے گھر چھوڑا اور کفار کے محاصرے سے نکل کر اس طرح حضرت ابو بکرؓ کے گھر کی طرف نکلے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے جانے کا علم ہی نہ ہو سکا۔ رسول اللہ ﷺ جب ان کے گھر تشریف لے آئے تو حضرت ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کے ہمراہ ہجرت کا سفر شروع کر دیا اور اپنی بقیہ دولت جو تقریباً پانچ چھ ہزار درہم تھی ساتھ لے گئے۔ ان کی روانگی کے بعد ان کے والد نے غصے سے اپنی پوتی سے پوچھا ”کیا وہ گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑ گیا ہے یا نہیں؟“ تو ان کی ذہین بیٹی حضرت اسماءؓ نے چند پتھروں پر کپڑا اچھایا اور دادا جن کی بینائی کافی کم ہو چکی تھی ان کا ہاتھ اس پر پھیر کر ان کو مطمئن کر دیا کہ ان کے والد گھر والوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔

دورانِ سفر کبھی حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ ﷺ کے آگے ہو جاتے کبھی پیچھے، رسول اللہ ﷺ نے سبب پوچھا تو کہا کہ جب میرے دل میں یہ خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں دشمن سامنے سے نہ آجائے تو آپ ﷺ کے آگے آجاتا ہوں پھر جب یہ شک ہوتا ہے کہ کہیں کوئی دشمن پیچھا نہ کر رہا ہو تو آپ ﷺ کے پیچھے ہو جاتا ہوں۔ یہ واقعہ بھی حقیقی دوست کی سچی جاں نثاری کی دلیل ہے۔

مکہ کے جنوب مشرق میں پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر ”جبل ثور“ ہے، اسی پہاڑ کی خاصی بلندی پر ایک غار واقع ہے جس میں دونوں ساتھیوں نے بالآخر اس رات پناہ لی۔ حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پہلے غار میں پہنچ کر اسے خوب صاف کیا اور تمام سوراخوں کو بند کر دیا تاہم ایک آخری سوراخ کو بند کرنے کے لیے ان کے پاس کچھ نہ بچا، تو اپنی ایڑی اس پر رکھ دی کہ کوئی موذی چیز اس میں سے نہ نکل آئے۔ رسول اللہ ﷺ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

چونکہ تھک چکے تھے اس لیے جلد ہی ابو بکرؓ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ اسی سوراخ سے حضرت ابو بکرؓ کو کسی بچھو یا سانپ نے ڈس لیا مگر شدتِ تکلیف کے باوجود وہ ہلے تک نہیں کہ کہیں رسول اللہ ﷺ جاگ نہ جائیں۔ تاہم ضبط کے باوجود آنسو کا قطرہ رسول اللہ ﷺ پر گرا تو آپؐ جاگ گئے اور رونے کی وجہ دریافت کی۔ حضرت ابو بکرؓ کے بیان کرنے پر آپؐ نے اپنا لعاب ان کے پاؤں پر لگایا جس سے زہر کا اثر ختم ہو گیا۔ دونوں ساتھیوں نے تین راتیں اور تین دن اسی غار میں گزارے۔[۶]

حضرت ابو بکرؓ کی ہدایت کے مطابق ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ دن بھر کفارِ مکہ کی باتیں سنتے۔ رات کو چھپتے چھپاتے غارِ ثور میں آکر رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد کو کفار کے ارادوں سے مطلع کرتے پھر رات ہی کے پچھلے پہر مکہ واپس لوٹ کر اگلی صبح قریش کے لوگوں کے درمیان ایسے رہتے گویا وہ رات بھر مکہ میں ہی تھے۔ ان کے غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ دن بھر بکریوں کو چراتے اور ایک بکری کا دودھ نہ دوہتے۔ بکریوں کو چراتے ہوئے کچھ رات گزر جانے کے بعد اس بکری کو غارِ ثور میں لے آتے۔ دونوں ساتھی خوب سیر ہو کر تازہ دودھ پیتے اور آرام سے رات بسر کرتے۔ پھر رات کے پچھلے پہر جب حضرت عبداللہؓ لوٹ جاتے تو حضرت عامرؓ بن فہیرہ ان کے نشان قدم پر ہی بکریوں کے ریوڑ کو لوٹاتے تاکہ تمام نشانات مٹ جائیں اور کوئی کھوج نہ لگا سکے۔ گویا حضرت ابو بکرؓ کا سارا خاندان اس سفر میں رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی حفاظت و تعاون میں انتہائی راز داری سے کام لیتے ہوئے پیش پیش رہا۔

مکہ میں کفار نے رسول اللہ ﷺ کو گرفتار کرنے والے کو سو اونٹ انعام دینے کا اعلان کیا تو ایک دن کھوج لگانے والے عین غارِ ثور کے دہانے تک پہنچ گئے۔ ان کے قدم غار کے اندر سے دکھائی دیئے تو حضرت ابو بکرؓ رو پڑے اور فرمایا "اگر وہ ذرا بھی نگاہ نیچے کی طرف کریں تو ہمیں دیکھ لیں گے"۔ حضرت ابو بکرؓ اپنے لیے نہیں بلکہ اس لیے رو رہے تھے کہ کہیں ان کی آنکھوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

یا ابا بکر! مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا [۷]

"اے ابو بکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے، جن کا تیسرا اللہ ہے۔"

اس کا ذکر قرآن پاک میں یوں کیا گیا ہے،

...ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبة :40)

"دو میں سے دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی کو کہہ رہے تھے غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

حضرت ابو بکرؓ کو اس آیت کے حوالے سے ثانی اثنین بھی کہا جاتا ہے یعنی دو میں سے دوسرا۔ اور صَاحِبِهٖ میں "اس کے ساتھی" سے بھی مراد حضرت ابو بکرؓ ہی ہیں جن کو اس پُر خطر وقت میں بھی اپنا نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی جان کا ہی غم تھا۔ ہم سب مسلمانوں پر حضرت ابو بکرؓ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اس مشکل وقت میں آپ ﷺ کی حفاظت کی اور ساتھ ساتھ رہے۔

انگریز مؤرخ سر ولیم میور حضرت ابو بکرؓ کی خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں ،

"He saved the nascent Islam from extinction "

"انہوں نے نوزائیدہ اسلام کو مکمل طور پر ختم ہونے سے بچایا"

غار ثور سے نکلنے کے بعد ہجرت کے بقیہ سفر میں حضرت ابو بکرؓ نے اپنے غلام حضرت عامرؓ بن فہیرہ کو بھی خدمت کے لیے ساتھ لے لیا۔ عبداللہ بن اریقط مسلمان نہ ہونے کے باوجود قابلِ اعتماد تھا، نیز مختلف راستوں سے واقف بھی تھا لہٰذا حضرت ابو بکرؓ نے اس سے پہلے ہی اجرت پہ معاملہ طے کیا ہوا تھا لہٰذا حسبِ ہدایت تیسری رات کے آخری حصے میں وہ دونوں اونٹنیوں کو لے کر غار ثور کے پاس آ گیا۔ ایک اونٹنی پر رسول اللہ ﷺ اور دوسری پر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عامرؓ بن فہیرہ سوار ہوئے۔ عبداللہ بن اریقط راستے کی رہنمائی کے لیے آگے آگے پیدل چل رہا تھا اور اس نے عام راستہ چھوڑ کر ساحلِ سمندر کا راستہ اختیار کیا۔ راستے میں سراقہ بن جعشم رسول اللہ ﷺ کا کھوج لگاتے ہوئے عین ان کے قریب آ گیا تو حضرت ابو بکرؓ گھبرا گئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

"لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"

"غم مت کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی مدد آئی اور گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو سراقہ گر گئے۔ پھر وہ سوار ہو کے آگے بڑھے تو ان کا گھوڑا ریت میں پیٹ تک دھنس گیا۔ تب سراقہ اپنے غلط ارادے سے باز آئے اور رسول اللہ ﷺ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سے امان طلب کرلی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں امان دیتے ہوئے تاکید کی کہ ہمارے بارے میں کسی کو مت بتانا۔ یہ وعدہ کرکے وہ خوشی سے پلٹے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کسریٰ کے کنگن پہننے کی خوشخبری بھی دی تھی۔[8]

حضرت ابو بکرؓ تجارت کے سلسلے میں اکثر سفر کرتے رہتے تھے، اس لیے عرب کے بہت سے علاقوں کے لوگ ان کو پہچانتے تھے۔ راستے میں بعض لوگ ان کو پہچان لیتے اور پوچھتے، "یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟" آپؓ جواب دیتے، "یہ ایک صاحب ہیں جو مجھے راستہ دکھا رہے ہیں۔" پہلی منزل پر اترے تو حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دوپہر کے وقت سایہ دار چٹان کے نیچے آرام کے لیے بٹھایا اور خود کھانے کی تلاش میں نکلے۔ ایک گڈریا نظر آیا تو اس کو بکری کا دودھ دوہنے کو کہا اور ہدایت کی کہ وہ پہلے بکری کے تھن اور ہاتھوں کو گرد وغبار سے اچھی طرح صاف کرلے۔ اس نے حسبِ ہدایت ان کے دیئے ہوئے پیالے میں دودھ دوہا، آپؓ نے دودھ ٹھنڈا کرنے کے لیے اس میں تھوڑا سا پانی ملایا اور کپڑے سے چھان کر رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ سیر ہوگئے تو ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ میرا جی خوش ہوگیا۔ پھر دوسری منزل کے لیے روانہ ہوئے۔ جب یہ مختصر قافلہ قباء کے مقام پر پہنچا تو انصار خوشی سے جوق در جوق آنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ خاموشی سے تشریف فرما تھے۔ جبکہ حضرت ابو بکرؓ لوگوں کا استقبال کررہے تھے۔ چند انصار جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہلے نہیں دیکھا تھا غلطی سے حضرت ابو بکرؓ کو نبی ﷺ سمجھ کر ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ جب سورج سامنے آگیا تو حضرت ابو بکرؓ نے اپنی چادر سے رسول اللہ ﷺ پر سایہ کردیا اس طرح لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا۔[9] قبا میں چند روزہ قیام کے بعد آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی مدینہ تشریف لے آئے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مدنی دور کا آغاز

مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے تعمیرِ مسجد کے لیے زمین دو یتیم لڑکوں سہلؓ اور سہیلؓ سے خریدی۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس زمین کی قیمت ادا کی جو کہ دس دینار یا پونے چار تولے سونے کے برابر تھی، پھر اس کی تعمیر میں آپؓ نے بھی رضا کارانہ طور پر نوجوانوں کے دوش بدوش کام کیا اور اپنی دنیا و آخرت کے لیے نفع بخش سودا کیا۔ آج بھی ہزاروں لوگ اس مسجدِ نبوی میں نماز ادا کرتے ہیں جس کی بنیاد میں حضرت ابو بکرؓ کی جانی اور مالی دونوں قربانیاں شامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا اور حضرت ابو بکرؓ کی مواخات حضرت حارثہؓ بن زہیر سے کی جو مدینہ کے ایک معزز آدمی تھے۔ مدینہ میں تسلی بخش حالات قائم ہونے کے چھ ماہ بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابو رافعؓ کو اپنے اہل و عیال لانے کے لیے مکہ بھیجا۔ حضرت ابو بکرؓ نے بھی ان کے ہمراہ عبداللہ بن اُریقط کو اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کے نام خط دے کر بھیجا کہ وہ بھی اپنی والدہ اُمِّ رومانؓ، اپنی بہنوں حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ کو لے کر مدینہ آجائیں۔ اس طرح آپؓ کے اہل و عیال بخیریت مدینہ پہنچ گئے۔

ایک روز حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ اپنی دلہن کو اپنے گھر کیوں نہیں لے آتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پاس مہر کی رقم نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو وہ رقم بحیثیت ایک دوست کے دے کر اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ کی رخصتی کی اور یوں رسول اللہ ﷺ کے سسر بننے کا شرف بھی حاصل کر لیا۔

ابتدا میں مدینہ کی آب و ہوا مہاجرین کو راس نہیں آئی، خصوصاً حضرت بلالؓ اور حضرت ابو بکرؓ ایسے شدید بخار میں مبتلا ہوئے کہ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز میں اپنے والد کے پاس گئی اور ان کا حال پوچھا تو ابو بکرؓ نے حالتِ بخار میں یہ شعر پڑھا،

کل امریءٍ مصبّح فی اھلہٖ والموت ادنی من شراك نعلہٖ

"ہر آدمی کی صبح اپنے اہل و عیال کے ساتھ اس حالت میں ہوتی ہے کہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی قریب ہوتی ہے۔"

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت بلالؓ کی تکلیف سے آگاہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ أَوْ أَشَدَّ وَ صَحِّحْھَا وَ بَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِھَا وَ مُدِّھَا، وَ انْقُلْ حُمَّاھَا فَاجْعَلْھَا بِالْجُحْفَۃِ" [10]

"اے اللہ تو مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے، اس کی (آب و ہوا) کو صحت بخش کر دے، اس کے صاع اور مد میں برکت دے اور اس کے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔"

رسول اللہ ﷺ کی یہ دُعا قبول ہوئی، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت بلالؓ شفایاب ہو گئے مدینہ کی آب و ہوا بھی مہاجرین کے لیے بہتر ہو گئی اور جلد ہی اس دعا کے اثرات تجارت میں بھی برکت کی صورت میں ظاہر ہونے لگے۔ آپؓ نے اطرافِ مدینہ اور بحرین میں جائیداد خریدی اور فتح خیبر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں خیبر میں سے بھی حصہ عطا کیا۔

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

غزوات میں شرکت

مدینہ منورہ پہنچ کر مسلمانوں کی بے بسی کا دور ختم ہوا اور انہیں جہاد کی اجازت مل گئی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا جن میں حضرت ابو بکرؓ نے بھر پور حصہ لیا۔ خواہ دینِ اسلام کا ابتدائی اور کمزور دور تھا یا مدنی زندگی کے معرکۃ الآراء شب وروز، آپؓ ہر دور اور ہر مہم میں سچی جانثاری کے ساتھ اپنے دوست رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔

غزوۂ بدر

جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے قبلہ رو ہو کر ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب سے دعا کرنے لگے جس کا مفہوم تھا کہ اے اللہ! میرے ساتھ تو نے جو وعدہ کر رکھا ہے وہ پورا کر دے۔ اے اللہ! اگر یہ مٹھی بھر اہلِ اسلام تو نے ختم کر دیئے تو پھر کبھی زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ ازحد عجز وانکساری کے ساتھ دیر تک دعا کرتے رہے حتیٰ کہ آپؐ کے شانوں سے چادر گر گئی۔ حضرت ابو بکرؓ آئے اور انھوں نے چادر اٹھائی اور رسول اللہ ﷺ کے کندھوں پر واپس ڈالی پھر پیچھے سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پکڑ لیا اور عرض کیا:

حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! أَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ

"اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو اللہ کافی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے رب کے آگے بہت آہ وزاری کر لی ہے۔"

تب رسول اللہ ﷺ اُٹھے اور یہ آیت پڑھتے ہوئے باہر نکلے:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر:45)

"عنقریب وہ جتھہ شکست کھا جائے گا اور وہ پیٹھ پھیر لیں گے"

بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے والوں میں حضرت ابو بکرؓ پیش پیش تھے۔ اس غزوہ میں آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن کفار کی جانب سے لڑنے آئے، انہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ بعد میں جب وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنے والد سے کہا، "ابا جان آپ جنگ بدر میں کئی مرتبہ میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں آپ کو بچا گیا"۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ نے کہا، "اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو میں کبھی تمہیں نہ بچاتا"۔ یہ تھا ابو بکرؓ کا ایمان کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے آگے ہر محبت ہیچ تھی اور اس لیے کوئی بھی قربانی کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں کچھ لوگ جمع ہوئے تو حضرت علیؓ نے لوگوں سے پوچھا، ”سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟“ لوگوں نے جواب دیا، ”امیرالمومنین آپؓ“ حضرت علیؓ نے فرمایا، ”نہیں! میرا تو مقابلہ جس سے بھی ہوا بس برابر رہا۔ جنگِ احد میں بہت سے مسلمانوں کے قدم متزلزل ہو گئے لیکن حضرت ابوبکرؓ آخروقت تک ثابت قدم رہے۔“ جب رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے اور پہاڑ کی طرف تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ بھی رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے ان کے پاس پہنچ گئے۔ قریش کا لشکر جب واپس لوٹنے لگا تو ابوسفیان نے پہاڑ کے قریب آ کر پکارا، ”کیا تمہاری قوم میں محمد ﷺ ہیں؟“ کوئی جواب نہ ملا تو اس نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا بھی نام لیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار بھی رسول اللہ ﷺ کے بعد ان حضرات کو اسلام کے جانثار جانتے تھے۔

غزوہ احد کے اگلے روز رسول اللہ ﷺ کی ایک پکار پر مسلمان زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود کفار کے تعاقب میں لشکر لے کر نکلے تو حضرت ابوبکرؓ بھی اس میں پورے عزم کے ساتھ موجود تھے۔

غزوۂ بنو مصطلق اور واقعہ افک

۶ھ میں غزوہ بنو مصطلق پیش آیا اور حضرت ابوبکرؓ بھی اس معرکے میں شامل تھے۔ اس سفر میں ایک رات حضرت عائشہؓ کا ہار گر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے لشکر کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا اور خود حضرت عائشہؓ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ صحابہ کرامؓ وضو کے لیے پانی کی تلاش میں پھیل گئے لیکن دور دور تک پانی کا نام ونشان نہ ملا۔ حضرت ابوبکرؓ غصے سے حضرت عائشہؓ کو آ کر گھورتے لیکن رسول اللہ ﷺ کی نیند میں خلل نہ ڈالنے کی خاطر منہ سے کچھ نہ بولتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بالآخر فجر کی نماز کا وقت ہو گیا اور پانی نہ ملا تو حضرت ابوبکرؓ نے غصے سے میری پسلیوں میں انگلیوں سے کچوکے لگائے لیکن میں تکلیف کے باوجود ہلی تک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نیند نہ خراب ہو۔ جب رسول اللہ ﷺ جاگے تو مسکرائے اور قوم کو آیاتِ تیمّم کی خوشخبری سنائی تو حضرت اسید بن حضیرؓ نے فرمایا ”اے آلِ ابوبکرؓ یہ تمہاری پہلی برکت تو نہیں۔“ اس کے بعد جب قافلہ کوچ کرنے لگا تو حضرت عائشہؓ کا ہار جو اونٹ کے نیچے دبا ہوا تھا مل گیا۔

اس مہم کی کامیابی کے بعد واپسی پر رات کے وقت لشکر نے مدینہ کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ صبح کے وقت حضرت عائشہؓ رفعِ حاجت سے لوٹیں تو دیکھا کہ وہی ہار دوبارہ کہیں گر چکا تھا۔ وہ ہار تلاش کرنے گئیں لیکن

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جب ڈھونڈ کر واپس لوٹیں تو لشکر جا چکا تھا۔ وہ غمگین ہو کر وہیں لیٹ گئیں۔ اتنے میں صفوان بن معطلؓ آ گئے جو لشکر کے کوچ کے بعد گری ہوئی چیزوں کا جائزہ لے کر سب سے آخر میں روانہ ہوتے تھے۔ انہوں نے ام المومنینؓ کو دیکھا تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا، ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ، نبی علیہ صلی اللہ کی زوجہ اور یہاں؟'' چونکہ پردہ کے احکام سے پہلے صفوان بن معطلؓ نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو دیکھا ہوا تھا اس لیے پہچان گئے۔ اس آواز سے حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھل گئی۔

صفوان بن معطلؓ نے انہیں اونٹ پر بٹھایا اور تیزی سے قافلے کو جالیا۔ منافقین نے اس واقعے کو غلط رنگ دے کر خوب اچھالا اور بہتان طرازی کی انتہا کر دی۔ ان باتوں میں بعض سادہ لوح مسلمان بھی ملوث ہو گئے۔ انہی میں سے ایک مسطح بن اثاثہؓ تھے جو کہ فقرائے مہاجرین اور حضرت ابو بکرؓ کے غریب رشتہ داروں میں سے تھے اور آپؓ ان کی کفالت کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی برأت بذریعہ وحی سورۃ النور میں نازل کر دی تو حضرت ابو بکرؓ نے مسطح بن اثاثہؓ کی مالی مدد ختم کرنے کی قسم کھالی۔ اس کے بعد جب یہ آیات نازل ہوئیں،

وَ لَا یَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡکُمۡ وَ السَّعَۃِ اَنۡ یُّؤۡتُوۡۤا اُولِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنَ وَ الۡمُہٰجِرِیۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لۡیَعۡفُوۡا وَ لۡیَصۡفَحُوۡا اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (النور:22)

''تم میں سے جو فضل و وسعت والے ہیں انہیں اپنے رشتے داروں اور مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دینے کی قسم نہیں کھانی چاہیے۔ اور انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کر دیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

یہ آیت سنتے ہی حضرت ابو بکرؓ بے اختیار پکار اُٹھے، ''کیوں نہیں، قسم ہے اے ہمارے رب! ہم ضرور چاہتے ہیں کہ تو ہمیں معاف فرمادے۔'' اس کے بعد انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور ان کے ساتھ پہلے سے زیادہ احسان کا معاملہ کرنے لگے بلکہ خرچ بھی دوگنا کر دیا۔ یہ تھے حضرت ابو بکرؓ جو تمام امت کے لیے اطاعت، اعلیٰ ظرفی اور عفو و درگزر کی اعلیٰ ترین مثال ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

صلح حدیبیہ

جب رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کی شرائط قبول کرلیں تو عمومی طور پر صحابہ کرامؓ اس بات پر رنجیدہ اور مضطرب ہو گئے کیونکہ بظاہر ایسا لگتا تھا کہ مسلمانوں نے دباؤ میں آکر صلح کرلی ہے۔ حضرت عمرؓ بھی اسی کشمکش کا شکار ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے مگر حضرت ابو بکرؓ نے کہا، ''رسول اللہ ﷺ اللہ کے حکم سے بولتے ہیں اور اللہ کے حکم سے ہی معاملات کرتے ہیں۔ لہٰذا جو بھی وہ کہتے ہیں ان کی اطاعت کرو۔'' اس طرح انہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کی تائید و تصدیق کر کے ثابت کردیا کہ آپؓ واقعی لقب صدیق کے اہل تھے۔

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

رسول اللہ ﷺ کا آخری وقت اور حضرت ابوبکرؓ

رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری وقت میں مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے تمام گھروں کے دروازے بند کروا دیے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے۔ آپؓ کی فضیلت کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ہوتا ہے،

لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ، اِلَّا بَابُ اَبِی بَکْرٍ [12]

"مسجد کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کردو سوائے ابوبکرؓ کے دروازے کے"

آخری وقت میں رسول اللہ ﷺ جب شدید بیمار ہو گئے اور امامت نہ کرا سکے تو حکم دیا کہ ان کی جگہ حضرت ابوبکرؓ امامت کرائیں۔ حضرت عائشہؓ کا خیال تھا کہ چونکہ حضرت ابوبکرؓ نہایت رقیق القلب ہیں اس لیے یہ بات وہ برداشت نہ کرسکیں گے اور ان ہی کے کہنے پر حضرت حفصہؓ نے بھی یہی بات دہرائی تو رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا "تم یوسف والیوں کی طرح ہو" یعنی ام المؤمنین کا پس و پیش کرنا رسول اللہ ﷺ کو پسند نہ آیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ امامت کروا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے پردہ اٹھا کر دیکھا اور مسکرائے کیوں کہ صحابہ کرامؓ کا نماز میں نظم و ضبط کا وہی عالم نظر آیا جیسے ان کے ساتھ ہوا کرتا تھا لہٰذا رسول اللہ ﷺ مطمئن ہو گئے اور پردہ چھوڑ دیا۔ ایک روز حسبِ معمول حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اشارے سے منع فرمایا اور خود ان کے داہنے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔ حضرت ابوبکرؓ کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں انہیں امامت کا منصب سونپا۔

رحلت کا وقت جب قریب آیا تو اچانک رسول اللہ ﷺ کی طبیعت بظاہر بہتر ہو گئی لہٰذا حضرت ابوبکرؓ اجازت لے کر اپنی بیوی حبیبہ بنت خارجہ کے گھر مقام سخ چلے گئے جو مدینہ منورہ سے باہر رہا کرتی تھیں۔ مگر جوں ہی رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو فوراً واپس مدینہ آئے۔ تمام مسلمان شدید پریشانی کے عالم میں تھے۔ امت مسلمہ کے لیے یہ شدید صدمہ تھا۔ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے تھے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے وہ مدینہ کا تاریک ترین دن تھا۔ ہر کوئی غم اور صدمے سے نڈھال تھا۔ صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ ﷺ کی جدائی شاق گزر رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے المیہ سے امت بکھرنے کے دہانے پر تھی۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اسی پریشانی اور شدید دکھ کے عالم میں حضرت ابو بکرؓ اپنے دوست کی جدائی کے غم سے چُور حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دے کر رو پڑے۔ سچے رفیق کی جدائی کی تلخ حقیقت نے رقیق القلب حضرت ابو بکرؓ کو مزید دل گرفتہ کر دیا۔ کچھ دیر بعد جب ذرا سنبھلے تو بولے، "میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ زندگی میں بھی طیب تھے اور مرنے کے بعد بھی طیب ہیں اللہ کی قسم! اللہ آپ ﷺ پر کبھی بھی دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ موت تو وہی تھی جو آپ ﷺ کو آ گئی۔ اس کے بعد پھر کبھی بھی آپ ﷺ کو موت نہ آئے گی۔" اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر چادر ڈال کر حجرے سے باہر آ گئے۔

مسجدِ نبوی میں آئے تو دیکھا حضرت عمرؓ ننگی تلوار لیے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے، "جس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ انتقال کر گئے ہیں میں اس کا سر اڑا دونگا۔" ان کی حالت دیکھتے ہوئے کسی میں ان کو سمجھانے کی ہمت نہ تھی۔ ایسے میں شدید دکھ کے باوجود حضرت ابو بکرؓ نے اپنے اوسان بحال رکھے اور حضرت عمرؓ سے فرمایا، "عمر بیٹھ جاؤ" مگر وہ نہ بیٹھے تو حضرت ابو بکرؓ ان کو چھوڑ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، "لوگو! جو محمد ﷺ کو پوجتا تھا وہ جان لے کہ محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں اور جو اللہ کو پوجتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (آل عمران:144) [13]

"اور محمد ﷺ اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ تحقیق ان سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں۔ کیا بھلا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم اپنی دونوں ایڑیوں پر پلٹ جاؤ گے؟ اور جو اپنی دونوں ایڑیوں پر پلٹ جائے گا تو اللہ کو وہ ہرگز کوئی نقصان نہ دے سکے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔"

یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے اس تلخ حقیقت کو قبول کر لیا، تلوار ان کے ہاتھ سے نکل گئی اور وہ نیم بیہوش ہو کر گر گئے۔ اگر حضرت ابو بکرؓ اپنی فہم و فراست اور عقلمندی سے ان حالات کو نہ سنبھالتے تو مسلمان شدید انتشار کا شکار ہو جاتے۔ امت کو انتشار سے بچانے کے لیے بظاہر تو وہ چٹان کی طرح مظبوطی سے جم گئے لیکن ان کے

درج ذیل اشعار ان کی دلی حالت وشدید غم کی عکاسی کرتے ہیں۔

☆ جب میں نے اپنے نبی ﷺ کو زمین پر پڑے دیکھا تو مکان اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئے۔

☆ میں ایک شیدائی کی طرح خوفزدہ ہو گیا جو گھبرایا ہوا حیران پریشان پھر رہا ہو۔ میری ہڈیاں کمزور وشکستہ ہوگئیں۔

☆ اے عتیق! تیرا محبوب تو دفن ہوگیا۔ اب تو اکیلا رہ گیا، تھکان اور تعجب تجھ پر طاری ہے۔

☆ اے کاش میں اپنے صاحب کی وفات سے قبل ہی، کسی قبر میں اس طرح دفن ہو جاتا کہ مجھ پر پتھر ہوتے۔

☆ آپ ﷺ کے بعد ایسے نئے نئے حوادث پیش آئیں گے، جن کی گراں باری سے پسلیاں اور سینے تھک جائیں گے۔

☆ کاش آپ ﷺ کی وفات کے بعد قیامت قائم ہوجاتی کہ نہ ہم آپ ﷺ کے مال و دولت کو دیکھتے نہ اولاد کو۔

☆ واللہ! مخلوقات میں سے جو چیز مجھ سے کھو چکی ہے میں ہمیشہ اس کی ثنا وصفت کیا کروں گا یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو جاؤں۔

☆ آپ ﷺ کے بعد غم والم کیا کچھ مجھے آزار پہنچاتے رہیں گے جب میں یہ یاد کروں گا کہ اب کبھی مجھے آپ ﷺ کا دیدار نصیب نہیں ہوگا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مسئلہ خلافت اور فراستِ ابو بکرؓ

دورِ خلافت: ۱۱ھ تا ۱۳ھ
۶۳۲ء تا ۶۳۴ء

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلافت کا معاملہ ایک نہایت سنگین مرحلہ اختیار کر گیا جسے حضرت ابو بکرؓ نے نہایت خوش اسلوبی سے سنبھالا۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار اور مہاجرین میں شدت سے یہ تنازعہ ہوا کہ خلیفہ کون بنے گا اور قریب تھا کہ یہ بحث جھگڑے میں بدل جاتی۔ مگر جوں ہی حضرت ابو بکرؓ کے علم میں یہ بات آئی وہ فوراً چند اکابر صحابہ کرامؓ کے ہمراہ وہاں پہنچے اور نہایت نرمی سے انصار کو سمجھایا کہ عرب قبائل قریش کے علاوہ کسی اور کی خلافت قبول نہ کریں گے۔ نیز ایمان میں پہل کرنے کی وجہ سے بھی بہتر ہے کہ مہاجرین ہی میں سے کسی کو خلیفہ بنایا جائے۔ ان کی بات چونکہ مدلل اور حقیقت پر مبنی تھی لہٰذا انصار رضا مند ہو گئے۔ یوں حضرت ابو بکرؓ نے نہایت حکمت اور دانشمندی سے کام لیتے ہوئے امت سے ایک انتہائی مشکل وقت ٹالا اور امت کو تفرقے سے بچالیا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، ''یہ عمرؓ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس راستے پہ عمرؓ ہو شیطان وہاں سے ہٹ کر دوسرے راستے پر چلا جاتا ہے اور یہ ابو عبیدہؓ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امین الامت ہیں۔ اب ان دونوں میں سے جسے چاہو خلیفہ قبول کرلو۔''

یہ سن کر حضرت عمرؓ آگے بڑھے اور کہا، ''آپؓ کو ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری وقت میں امامت کا منصب سونپا اور ہم سب میں سے آپؓ ہی کو وہ پسند کرتے تھے اس لیے ہم تو آپؓ کو ہی خلیفہ مانتے ہیں'' یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر حضرت ابو عبیدہؓ نے بھی تقریباً انہی الفاظ میں حضرت ابو بکرؓ کی تعریف کی اور فرمایا، ''آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غار میں رہنے کا شرف ملا، آپؓ کو ہی اپنے آخری وقت میں رسول اللہ ﷺ نے امامت کرانے کا کہا تھا لہٰذا ہم تو آپؓ کی بیعت کرتے ہیں۔'' حضرت ابو عبیدہؓ کی بیعت کے بعد لوگ جوق در جوق حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے یوں حضرت ابو بکرؓ اسلام کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔

عبدالعزیز اس واقعہ کو یوں لکھتے ہیں،

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

"Great men came, rose like the load star in the sky, changed the course of events and died heroes, leaving behind on the sands of time, indelible imprints for instruction of mankind. One such great soul was AbuBakr the caliph, first of the caliphs to walk on the stage of world history." ۱۴

"عظیم انسان آئے اور آسمان پہ ستاروں کی طرح ابھرے، حالات کا دھارا بدل کر ہیرو کی طرح جان دی اور انسانیت کی ہدایت کے لیے زمانے میں ان مٹ نقوش چھوڑ گئے۔ ایسی ہی ایک عظیم ہستی خلیفہ ابو بکرؓ کی تھی جو دنیا کے اسٹیج پر پہلے خلیفہ بن کر چلے۔"

خطبۂ خلافت

حضرت ابو بکرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا وہ قابلِ ذکر ہے۔ آپؓ نے فرمایا:

"لوگو! اللہ کی قسم میرے دل میں کبھی خلافت کی خواہش پیدا نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی میں نے کبھی خفیہ یا اعلانیہ طور پر اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے دعا کی لیکن اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں مسلمانوں میں فتنہ برپا نہ ہو جائے میں اس بوجھ کو اٹھانے کے لیے تیار ہو گیا۔ لوگو! میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں۔ حالانکہ میں تمہاری جماعت میں سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کام کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر کج روی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تمہارا کمزور فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق اس کو نہ دلا دوں اور تمہارا قوی فرد بھی میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک میں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کر لوں۔ اگر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر ان کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔"

ابنِ عساکر کی روایت ہے کہ انہوں نے مقامِ سُنح میں ایک جھونپڑا بنا رکھا تھا اور مدینہ منتقل ہونے تک بس اسی ایک جھونپڑے میں رہے۔ بیعت کے بعد بھی آپؓ چھ ماہ تک مقامِ سُنح میں رہے۔ وہاں سے روزانہ پیدل یا اپنے گھوڑے پر مدینہ آتے اور نمازِ عشاء پڑھا کر گھر چلے جاتے۔ کسی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ موجود نہ ہوتے تو حضرت عمرؓ نماز پڑھا دیتے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ کا طرزِ حکومت نہایت سادہ تھا۔ اسکے کسی گوشے میں الجھاؤ نہ تھا اور لوگوں کی سمجھ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

بوجھ کے عین مطابق تھا۔ ان کا ہر معمول وہی تھا جو رسول اللہ ﷺ کا تھا اور ان کی زندگی آپ ﷺ کے ارشاد و عمل کے مطابق بسر ہوتی تھی۔ آخرت کی جوابدہی ہمیشہ آپؓ کے ذہن پر رہی لہٰذا حکومت کی ذمہ داریاں احسن طور پر ادا کیں۔ ان کی ذاتی زندگی بالکل سادہ تھی۔ رہن سہن، لوگوں سے میل جول میں حد درجہ سادگی و انکساری برتتے۔ نہ کوئی محافظ تھا اور نہ ہی شاہانہ طور اطوار غرض کسی معاملے میں بھی لوگوں سے ممتاز نہ تھے۔

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

دورِ خلافت کی ابتدائی مشکلات

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مختلف مسائل نے سر اٹھایا۔ حضرت ابوبکرؓ کو خلافت سنبھالتے ہی چند ابتدائی مشکلات حل کرنے کی طرف توجہ دینی پڑی۔ فتح مکہ کے بعد اگرچہ عرب قبائل نے تیزی سے اسلام قبول کیا مگر اسلام پوری طرح ان کے دل میں نہ اُترا تھا لہٰذا انہیں اسلامی احکامات کی پابندی مشکل لگنے لگی۔ آہستہ آہستہ وہ اسلام سے دور ہٹنے لگے یہاں تک کہ کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور سارا ملک بغاوتوں کی زد میں آ گیا۔ چند ابتدائی مشکلات جو آپؓ کو خلافت کے فوراً بعد پیش آئیں اور جنہیں آپؓ نے کمال فہم و فراست سے حل کیا وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کی روانگی

۲۔ دفاعِ مدینہ

۳۔ جھوٹے مدعیان نبوت

۴۔ بغاوتیں

۵۔ منکرین زکوۃ

۱۔ اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کی روانگی

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سربراہی میں ایک لشکر شام کی جانب روانہ کرنے کا حکم دیا تھا تاکہ شام کے رؤسا سے شہدائے موتہ کا بدلہ لیا جائے لیکن رسول اللہ ﷺ کی بیماری اور وفات کی وجہ سے یہ مہم بروقت روانہ نہ ہو سکی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حکومت سنبھالتے ہی ضروری سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے پر عمل کیا جائے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حالات بدل چکے تھے اور ہر طرف سے بغاوت کی خبریں آ رہی تھیں اور ان حالات میں فوج کو دار الخلافہ سے دور بھیجنا مصلحت کے خلاف تھا لہٰذا صحابہ کرامؓ کی عمومی رائے یہ تھی کہ اس مہم کو ملتوی کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے بھی یہی رائے دی لیکن حضرت ابوبکرؓ تنہا اس فیصلے پر چٹان کی طرح جم گئے اور فرمایا، ''میں اس مہم کو کیسے روک سکتا ہوں جس کے احکام رسول اللہ ﷺ نے خود دیے، خواہ مدینہ میں اتنا سناٹا ہو جائے کہ درندے آ کر میری ٹانگیں نوچ لیں پھر

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

بھی میں اس لشکر کو روانہ کر کے رہوں گا۔" پھر چند لوگوں کی طرف سے کسی تجربہ کار صحابی کو امیر لشکر بنانے کا مشورہ بھی دیا گیا مگر آپؓ نے فرمایا، "اگرچہ اسامہ بن زیدؓ کی عمر بمشکل اٹھارہ یا انیس برس ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے خود لشکر کی قیادت انہیں سونپی تھی لہٰذا میں اسے قائم رکھوں گا۔"

جب یہ لشکر روانہ ہوا تو خلیفہ کچھ دور تک پیدل حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ہمراہ گئے۔ چشمِ فلک نے یہ حیران کن نظارہ بھی دیکھا کہ بزرگ خلیفۂ وقت تو پیدل چل رہے تھے اور نوجوان حضرت اسامہ بن زیدؓ گھوڑے پر سوار تھے۔ انہوں نے کہا، "اللہ کی قسم اے خلیفۂ رسول یا تو آپؓ سوار ہو جائیں یا مجھے پیدل چلنے دیں۔" مگر حضرت ابو بکرؓ نے انہیں روک دیا اور فرمایا، "اللہ کی قسم! نہ تم اترو گے اور نہ میں سوار ہوں گا۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ میرے قدم کچھ دیر کے لیے اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں اور ان قدموں پر جہنم کی آگ حرام ہو جائے؟" پھر انہیں جنگی اخلاق سکھاتے ہوئے نصیحتیں کیں اور رخصت کر دیا۔ ۱۵

تقریباً چالیس روز بعد اسامہ بن زیدؓ شام کے عیسائیوں کو شکست دے کر کافی مالِ غنیمت لے کر لوٹے، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ قبائل اور دشمن مرعوب ہو گئے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی مسلمانوں کی قوت و تنظیم میں کوئی فرق نہیں آیا۔

۲۔ دفاعِ مدینہ

حضرت اسامہؓ کے لشکر کی روانگی کے بعد مدینہ سخت خطرے کی زد میں آ گیا۔ دار الخلافہ کے قریب ہی قبیلہ بنو عبس اور قبیلہ بنی ذبیان آباد تھے۔ یہ قبائل سرکش ہو چکے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اس وقت مدینہ کی حفاظت کے لیے کوئی فوج موجود نہیں ہے تو دونوں قبائل ذوالقصہ میں جمع ہوئے اور مرکز اسلام پر حملے کی تیاری کرنے لگے۔ اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ نے نہایت حاضر دماغی اور مستعدی کا ثبوت دیا۔ آپؓ نے مدینہ کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کی اور ان پر چھوٹے چھوٹے دستے متعین کر دیے۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے بہادر نوجوانوں کو ان مختلف دستوں کا سالار مقرر کر دیا۔ قبائل تو یہ سوچ کر حملہ آور ہوئے کہ فوج کی غیر موجودگی میں وہ آسانی سے جیت جائیں گے لیکن حضرت ابو بکرؓ کی اس حکمتِ عملی نے ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیا اور وہ شکست کھا کر میدان چھوڑ گئے۔ اگلی صبح خلیفہ خود بھی فوج لے کر شہر سے باہر مقابلہ کے لیے نکلے تو قبائلی انہیں دیکھتے ہی بھاگ گئے لیکن

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

حضرت ابوبکرؓ نے حملہ کر کے انہیں شکست دی اور ذوالقصہ میں اسلامی فوج متعین کر دی۔ ان اقدام کی بدولت قبائل مغلوب ہو گئے اور پھر کبھی بھی مدینہ پر حملے کی جرأت نہ کی۔ اس طرح مدینہ سے حملے کا خطرہ ہمیشہ کے لیے ٹل گیا۔ تاریخ نے ثابت کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے نہایت دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے پُرحکمت فیصلے کئے جن کی بدولت اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمن ہمیشہ کے لیے نفسیاتی طور پر مرعوب ہو گئے۔ اسامہ بن زیدؓ کی مہم کی کامیابی اور مدینہ منورہ کی بہترین حفاظت کی بدولت اسلام سربلند ہوا اور دشمنِ اسلام آئندہ سازشوں سے باز آ گئے۔

۳۔ جھوٹے مدعیان نبوت

ا) طلیحہ اسدی

قبیلہ اسد مدینہ کے شمال مشرق میں آباد تھا اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں اس کے سردار طلیحہ اسدی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ضرارؓ کو طلیحہ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا تھا مگر وہ کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بنی عبس اور بنی ذبیان کے شکست خوردہ افراد بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو طلیحہ اور ان باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ ۱۱ھ میں عدی بن حاتم نے نہ صرف حضرت خالد بن ولیدؓ کی امداد کی بلکہ ذاتی اثر و رسوخ سے قبیلہ طے کے آدمیوں کو طلیحہ سے الگ کر کے اس کی عسکری قوت بھی کمزور کر دی لہٰذا جنگ میں طلیحہ کو شکست ہوئی اور وہ شام بھاگ گیا۔ اس شکست کے بعد بنی اسد نے دوبارہ اطاعت قبول کر لی اور کچھ ہی عرصہ بعد طلیحہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اسے معاف کر دیا۔

ب) مسیلمہ کذاب

مسیلمہ بنو بکر کی شاخ بنو حنیفہ کا فرد تھا۔ ۱۰ھ میں مسیلمہ اپنے قبیلے والوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا لیکن واپس جا کر نہ صرف یہ کہ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ بلکہ چند آیات گھڑیں اور اپنی طرز کی نماز بھی بنا لی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا جس میں اس نے خواہش ظاہر کی کہ نصف ملک اس کے

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

حوالے کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو درج ذیل جواب دیا:

"من محمد رسول الله الى مسيلمة كذاب اما بعد ----"

اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ يُوۡرِثُهَا مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ O (الاعراف:128)[16]

"محمد رسول ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو، اما بعد ..."

"بے شک زمین اللہ کی ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اس کا وارث بناتا ہے اور عاقبت پرہیز گاروں کے لیے ہے"

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مسیلمہ کی طاقت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ وسطی عرب کے بہت سے قبائل اس کے ساتھ مل گئے اور جھوٹی نبوت کی مدعیہ سجاح نے بھی اس سے شادی کر لی۔ اس شادی کے نتیجہ میں مسیلمہ کی طاقت کئی گنا بڑھ گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ابتدائی طور پر حضرت عکرمہؓ اور حضرت شرحبیلؓ کو الگ الگ مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا مگر حضرت عکرمہؓ نے حضرت شرحبیلؓ کا انتظار کیے بغیر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے دوبارہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو پندرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ مسیلمہ اگرچہ چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ لڑنے آیا مگر سخت مقابلے کے بعد بالآخر مارا گیا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ یہ جنگ تاریخ میں جنگ یمامہ کہلاتی ہے جس میں کئی حفاظ صحابہ شہید ہو گئے تھے لہٰذا تدوینِ قرآن کی ضرورت محسوس ہوئی اور قرآنِ مجید صحیفے کی شکل میں مدون ہوا۔

۴۔ بغاوتیں

مدعیان نبوت کے علاوہ ملک کے گوشہ گوشہ میں قبائلی سرداروں نے خود مختاری کا اعلان کر کے ریاست مدینہ کے عمال کو قتل کر دیا اور مختلف علاقوں پر قابض ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس بغاوت کو کچلنے کا ایک منظّم منصوبہ بنایا اور باغیوں کے نام اعلان جاری کیا جس میں کہا گیا تھا، "مجھے ان لوگوں کے حالات معلوم ہوئے ہیں جو پہلے مسلمان ہوئے تھے مگر اب اس دین سے ہٹ گئے ہیں۔ انہوں نے درحقیقت اللہ کو پہچانا نہیں اور وہ شیطان سے قریب تر ہو گئے حالانکہ وہ انسان کا دشمن ہے۔ میں تمہارے پاس مہاجرین وانصار کا ایک شخص فوج کے ہمراہ روانہ کر رہا ہوں جو تمہیں اللہ کی طرف بلائے گا۔ جو شخص اس کی بات مان لے گا وہ نہ تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی اس سے لڑے گا اور جو باز نہ آئے گا تو وہ اس کے خلاف تلوار اٹھائے گا اور کسی سے اسلام کے بغیر کچھ قبول نہ کرے گا۔ میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ میری اس تحریر کو مجمع عام میں سنا دے اور نشانی یہ مقرر

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کی ہے کہ جس بستی کے لوگ اذان دیں گے ان سے تعرض نہ کیا جائے گا۔" اس سلسلے میں درج ذیل چند اہم فوجی کاروائیاں کی گئیں اور یہ بغاوتیں ہمیشہ کے لیے کچل دی گئیں۔

ا) بنو تمیم

بنو تمیم کا باغی سردار مالک بن نویرہ تھا۔حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔

ب) بحرین

۱۱ھ میں ہی حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علا بن حضرمیؓ کو بحرین کی جانب روانہ کیا۔راستے میں ایک رات لشکر کے اونٹ کھانے اور پانی سمیت کھو گئے ۔ مجاہدین بہت پریشان تھے کیونکہ پانی نہ ملنے کی صورت میں صحرا کی گرمی میں ان کا بچنا محال تھا۔انہوں نے گڑگڑا کے اللہ سے دعائیں کیں تو حیرت انگیز طور پر وہاں اچانک ایک پانی کا تالاب دکھائی دیا۔مسلمانوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور اسی دوران ان کے اونٹ بھی مل گئے۔ مسلمانوں کا لشکر جونہی وہاں سے آگے چلا تو وہ تالاب بھی غائب ہو گیا۔صاحبزادہ عبدالرسول اپنی تصنیف "تاریخ اسلام" میں لکھتے ہیں کہ نہ اس واقعہ سے قبل کبھی پانی کا تالاب وہاں دیکھا گیا تھا اور نہ کبھی اس واقعے کے بعد وہ دکھائی دیا، گویا کہ وہ صرف اور صرف ان ہی کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا۔دو ماہ کی جھڑپوں کے بعد باغیوں کو شکست ہوئی تو وہ کشتیوں پر بیٹھ کر جزیرہ کی طرف بھاگ گئے ۔اللہ کی غیبی مدد آئی اور سمندر کا پانی اتنا کم ہو گیا کہ مسلمان سمندر کو بغیر کشتیوں کے پار کر کے انکے تعاقب میں جزیرے پہ جا پہنچے اور باغیوں کو قتل کر دیا۔عیسائی راہب جو جزیرہ کی خانقاہ میں رہتا تھا اس حیران کن واقعہ سے متاثر ہو کر باہر نکل آیا اور بولا، " میں نے اپنی آنکھوں سے سمندر کے پانی کو کم ہوتے دیکھا اور میں نے جان لیا کہ صرف اُسی قوم کی فرشتوں کے ذریعے مدد کی جاتی ہے جو حق پر ہو۔" یہ کہہ کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

ج) عمان

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاصؓ کو عمان کا سفیر بنا کر بھیجا تھا لیکن آپ ﷺ کی وفات پر وہاں پر بے چینی سی پھیل گئی کیونکہ لقیط بن مالک نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ان باغیوں کو کچلنے کے لیے لشکر اسلام کے ساتھ حضرت عکرمہؓ و حضرت جعفرؓ بھی مل گئے ۔ادھر بحرین سے بھی کمک آگئی لہٰذا باغیوں کو شکست ہوئی، دس ہزار کے قریب باغی مارے گئے ، بہت سامالِ غنیمت بھی ہاتھ آیا اور اس علاقے میں امن وامان دوبارہ بحال ہو گیا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

فتنہ ءارتداد کی جنگیں۔(بشکریہ اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ۔دارالسلام)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

د) مہرہ

حضرت عکرمہؓ کی فوج نے مہرہ کے باغیوں کے خلاف کاروائی کی، ایک قبیلے کو شکست دی اور دوسرے نے اسلام قبول کرلیا۔

ذ) حجاز

بنوخزاعہ کے رہزنوں کی شورش کو پانچ سو مسلمان سپاہیوں کے لشکر نے کچلا اور حجاز میں امن وامان پھر سے بحال ہوگیا۔

گ) تہامہ ونجران

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت طاہرؓ کو اس علاقہ کی تسخیر پر مقرر کیا۔انہوں نے شورش، بدامنی اور رہزنی کو سختی سے دبادیا اور تہامہ ونجران میں بھی امن وامان بحال ہوگیا۔

ل) یمن

نبوت کے جھوٹے دعویدار اسود عنسی کے قتل کے چند روز بعد تک امن وامان رہا پھر یمن میں حضرت ابوبکرؓ کا مقرر کردہ حاکم بھی مرتدین کے ساتھ مل گیا۔جب وہ گرفتار ہوا تو اس نے شرمندہ ہوکر خلیفہ سے معافی مانگ لی لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے اسے رہا کردیا۔یوں یمن میں بھی دوبارہ امن وامان بحال ہوگیا۔

۵۔منکرین زکوٰۃ

بعض قبائل اسلام پر تو قائم تھے مگر انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔حضرت ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کا حکم دیا تو صحابہ کرامؓ کو تامل ہوا۔حضرت عمرؓ بھی ان کے خلاف جہاد کرنے سے متفق نہیں تھے لہٰذا انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو کہا،

"یا خلیفة رسول الله تالف الناس وارفق بھم"

اے خلیفۂ رسول اللہ لوگوں کے ساتھ تالیف کریں اور نرمی اپنائیں۔

تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

"اَجبَّارٌ فی جَاھلیَّة و خوّارٌ فی الاسلام انهٗ قد انقطع الوحی وتم الدین اینقص وَاَنَا حَیٌّ واللّٰه لاجاھدنَّھُم ولو منعونی عقالاً" ۱۷

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

"یہ کیا تم جاہلیت میں تو بڑے سرکش تھے، مسلمان ہو کر ذلیل و خوار ہو گئے؟ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور دین کمال کو پہنچ گیا۔ کیا اب میری زندگی میں اس میں کمی کی جائے گی؟ واللہ! اگر لوگ ایک رسی کا ٹکڑا بھی (زکوٰۃ میں) دینے سے انکار کریں گے تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔"

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے اور اگر حضرت ابوبکرؓ زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے نرمی برتتے تو وقت کے ساتھ لوگ دیگر ارکان اسلام میں سے کسی کا بھی انکار کر سکتے تھے۔اس طرح اسلام کا انحطاط ہو جاتا اور پوری امت کے لیے یہ بات فتنے کا باعث بن سکتی تھی لہٰذا انہوں نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف بھی فوجی کاروائیاں کیں یہاں تک کہ وہ سب تائب ہو گئے۔ جب یہ فتنہ ہمیشہ کے لیے مٹ گیا تو حضرت عمرؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ کے ان اقدامات کے درست ہونے کا اعتراف کیا۔

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

چند جنگوں کے مختصر حالات

داخلی مسائل کا سدباب کرنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اپنی توجہ بیرونی خطرات کی طرف مبذول کی۔ ایران اور روم مسلمانوں کی تباہی کے درپے تھے۔ اسلامی مملکت کی شمالی سرحدیں ان دو بڑی طاقتوں سے ملتی تھیں۔ وہ عرب قبائل جو عراق سے متصل علاقے میں آباد تھے ایرانی سلطنت کے زیر اثر تھے اور ایران نے عرب کی شمالی سرحد پر حیرہ یا لخمی نامی حکومت قائم کر رکھی تھی۔ جبکہ شام کی سرحد کے پاس کے علاقے میں بسنے والے عرب قبائل رومی حکومت کی اطاعت پر قائم تھے اور غسان نامی عرب ریاست روم کے ماتحت تھی۔ سلطنت ایران اور روم نے عہد رسالت اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں اسلام کے خلاف کچھ ایسی کاروائیاں کیں کہ حضرت ابوبکرؓ ان دونوں کے خلاف جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

ایرانیوں سے جنگ

جنگ سلاسل (زنجیروں والی لڑائی)

یہ لڑائی عراق کے گورنر ہُرمُز کے ساتھ لڑی گئی۔ اسلامی لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہرمز میدان میں پہنچ گیا لہٰذا جب مسلمان وہاں پہنچے تو انہیں ایسی جگہ ملی جہاں پانی نہیں تھا حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھیوں نے ان سے کہا، "ہم پانی کے بغیر کیسے گزارا کریں گے؟" حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا "اللہ کی قسم! دو فریقوں میں سے جو زیادہ صابر اور معزز ہے تو پانی اس کی طرف خود چل کے آئے گا۔" یہ کہہ کر حضرت خالد بن ولیدؓ گھوڑوں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجا اور مسلمانوں کی صف کے پیچھے پانی برسا، اس غیبی تائید سے مسلمانوں کے دل مضبوط ہو گئے۔

ہُرمُز نے اپنے فوجیوں کو میدان میں ثابت قدم رکھنے کے لیے انہیں آپس میں زنجیروں سے جوڑ رکھا تھا۔ مقابلہ شروع ہوا تو ہرمُز نے اپنے چُھپے ہوئے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ وہ خالد بن ولیدؓ کو قتل کر دیں مگر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی حفاظت کی بلکہ مسلمانوں کو فتح یاب بھی کیا۔

ایرانی زنجیروں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے بھاگ نہ سکتے تھے لہٰذا بہت سے مارے گئے۔ اس جنگ میں اور بہت سا مال ہاتھ آیا جس میں ہُرمُز کی ایک لاکھ درہم مالیت کی ہیروں سے مرصع ٹوپی بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جب مال غنیمت مدینہ منورہ بھیجا تو اس میں ایک ہاتھی بھی شامل تھا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اس ہاتھی کو سارے شہر میں گھمایا گیا تاکہ لوگ اسے دیکھ سکیں۔ لوگ حیرت سے ہاتھی کو دیکھتے کیونکہ مدینہ والوں نے اس سے قبل ہاتھی نہ دیکھا تھا۔

جنگ مذار

ایران کے شاہی خاندان کے سپہ سالار قارن کی قیادت میں ایک لشکر مذار کے مقام تک پہنچا ہی تھا کہ اسے ہُرمُز کی شکست کی خبر ملی۔ قارن وہیں ٹھہر گیا اور جنگِ سلاسل کی شکست خوردہ فوج بھی اس سے آکر یہیں مل گئی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی ان کا تعاقب کرتے ہوئے آ پہنچے اور مقامِ مذار پر خونریز جنگ ہوئی جس میں تیس ہزار ایرانی ہلاک ہوئے، سپہ سالار قارن بھی مارا گیا اور ایرانیوں کو شکست ہوگئی۔

جنگ ولجہ

یکے بعد دیگرے شکست کھانے کے بعد ایرانی بادشاہ نے دو تجربہ کار سپہ سالار بہمن جادویہ اور اندرغر کو دو بڑے بڑے لشکر دے کر مقابلہ کے لیے بھیجا۔ ولجہ کے مقام پر جنگ ہوئی اور ایرانی شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ اندرغر بھی میدان جنگ سے بھاگا لیکن ایک بیابان میں پیاس سے مر گیا۔

جنگ الیس

الیس کے مقام پر اسلامی لشکر نے ایرانیوں کو شکست دی، حضرت خالد بن ولیدؓ نے حیرہ کا محاصرہ کیا تو اہل حیرہ نے صلح کرلی۔ اس کے بعد اسلامی لشکر نے عین التمر بھی فتح کرلیا۔

دومۃ الجندل

اس علاقے میں بھی سرکشی ہوئی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دوبارہ اس کی تسخیر کی اور یوں یہ علاقہ واپس مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

جنگ فراض

عراق اور شام کی سرحد پر آباد عیسائی قبیلے بھی ایرانیوں کے ساتھ مل گئے اور اس لشکر نے دریائے فرات عبور کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے بھرپور مدافعت کی بالآخر دشمن نے پسپائی اختیار کرلی۔ بہت سے تو قتل کر دیے گئے اور جو بچ کر پیچھے بھاگے وہ دریائے فرات میں غرق ہوگئے۔ چار سو میل کا علاقہ تین ماہ میں مسلمانوں نے فتح کرلیا اور جنوبی عراق اسلامی حکومت میں شامل ہوگیا۔

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

رومیوں سے جنگ

ہجرت کے آٹھویں سال جنگِ موتہ میں شام کا بادشاہ مسلمانوں کے خلاف خود لڑنے آیا تھا۔اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کا لشکر رومیوں سے مقابلے کے لیے گیا اور فتح یاب ہوا۔تاہم شام کی جانب سے مسلمانوں کو ہمیشہ خطرہ درپیش رہا لہٰذا اسی خطرے کے پیش نظر حضرت ابوبکرؓ نے رومیوں کے خلاف تمام مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی۔جب ستائیس ہزار کا ایک بڑا لشکر تیار ہوگیا تو انہوں نے فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا اور حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح، حضرت یزیدؓ بن ابی سفیان، حضرت شرجیلؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کو ان کا سپہ سالار مقرر کیا۔ان دنوں ہرقلِ روم خود شام آیا اور اس نے بڑی تعداد میں فوج جمع کر کے سارے ملک میں پھیلا دی۔رومی فوج کی کثیر تعداد کو مدِنظر رکھتے ہوئے چھوٹی موٹی جھڑپوں کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے خلیفہ سے مزید کمک طلب کی تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لکھا کہ وہ عراق کی مہم کسی اور کے سپرد کر کے فوراً شام چلے جائیں تا کہ حضرت ابو عبیدہؓ کے لشکر میں اضافہ ہو اور انہیں تقویت ملے۔

بصریٰ کی فتح

خلیفہ کا حکم ملتے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے پانچ دن میں صحرائی علاقہ طے کر کے شام جا پہنچے اور رومی فوج پر مقامِ بصریٰ میں حملہ کر دیا۔رومی اس اچانک حملے کی تاب نہ لا سکے لہٰذا جزیہ دے کر صلح پر راضی ہوگئے۔

جنگ اجنادین

چاروں اسلامی لشکر مقام اجنادین میں آملے اور رومیوں کے خلاف سخت معرکہ پیش آیا۔لشکرِ قیصر روم کے خلاف مسلمانوں کو فتح ہوئی اور اس کے بعد انہوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ابھی محاصرہ جاری ہی تھا کہ حضرت ابوبکرؓ وفات پا گئے، تاہم حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں دمشق فتح ہوگیا۔ایچ جی ویلز حضرت ابوبکرؓ کے ایمان اور یقین محکم کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں،

"When Muhammad died, Abu Bakr became the caliph, and with the faith that moves the mountains, he set himself simply and sanely to organize the subjugation of the whole world to Allah with little armies of 3000 or 4000 Arabs." [۱۸]

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

"جب محمد ﷺ انتقال کر گئے تو ابو بکرؓ ایسے مضبوط ایمان کے ساتھ خلیفہ بنے جو پہاڑوں کو بھی ہلادے۔
انہوں نے اس سادگی اور حکمت کے ساتھ خلافت سنبھالی کہ قلیل فوج کے ذریعہ جو کہ بمشکل تین یا چار ہزار عربوں پر مشتمل تھی، ساری دنیا کو اللہ کے آگے سر تسلیم خم کروانے کا بندوبست کر دیا۔"

آپؓ کی مدت خلافت صرف سوا دو سال پر مشتمل ہے۔حکومتوں کی تاریخ میں یہ مدت کوئی اہمیت نہیں رکھتی لیکن حضرت ابو بکرؓ نے جس دانائی اور حکمت عملی کے ساتھ چاروں طرف بچھے مشکلات کے جال سے نکلنے کی راہیں تلاش کیں اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

نظام حکومت

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے کمال حکمت و دانشمندی سے نظام حکومت سنبھالا۔

ملکی نظم و نسق

حضرت ابو بکرؓ نے عرب کو متعدد صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کر دیا اور مدینہ، مکہ، طائف، صنعا، نجران، حضرموت، بحرین اور دومۃ الجندل علیحدہ صوبے بنا دیے۔ ہر صوبہ میں ایک عامل ہوتا، اور اس عامل یا عہدہ دار کے انتخاب میں حضرت ابو بکرؓ نے ہمیشہ ان کو ترجیح دی جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں عامل یا عہدہ دار رہ چکے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ جب کسی کو عہدہ دار بناتے تو اس کے فرائض کھول کر بیان کرتے اور نہایت مؤثر الفاظ میں تقویٰ اور راست روی کی نصیحت فرماتے۔ چنانچہ حضرت عمرؓو بن العاص اور حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو قبیلہ قضاعہ سے صدقہ وصول کرنے بھیجا تو نصیحت فرمائی، ''چھپے اور اعلانیہ (ہر حال میں) اللہ سے ڈرو کہ بے شک جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے لیے کشادگی پیدا کرتا ہے اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے کہ کسی کے گمان میں نہیں اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے گناہ معاف کرے گا اور اس کو بڑھا کر اجر دے گا۔ بے شک اللہ کے بندوں کی خیر خواہی بہترین تقویٰ ہے۔ تم اللہ کے ایسے راستے میں ہو جس میں افراط و تفریط اور ایسے امور میں غفلت کی گنجائش نہیں جس میں دین اور خلافت کی حفاظت کا انحصار ہو اس لیے سستی اور غفلت سے بچنا۔''

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد حکومت کے عمائد اور افسران

مرکز خلافت : مدینہ

مشیر خصوصی : حضرت عمر فاروقؓ

قاضیٔ حکومت : حضرت عمر فاروقؓ

مہتمم خزانہ : حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح

کتابت : حضرت عثمانؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری

ارباب افتاء : حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہؓ بن مسعود، حضرت معاذؓ بن جبل انصاری، حضرت ابیؓ بن کعب انصاری اور حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

مالی انتظامات

زکوٰۃ، عشر، جزیہ اور مالِ غنیمت سے جو آمدنی آتی وہ بیت المال میں جمع ہو جاتی۔ آپؓ کی خلافت کے زمانے میں قبیلہ جہینہ کی کانوں سے بہت سامال آیا اور جب بنو سلیم کی کان کھلی تو وہاں سے بھی زکوٰۃ آنے لگی۔ تمام آمدنی آزاد، غلام، مرد، عورت، چھوٹے یا بڑے سب میں برابر تقسیم فرما دیتے۔

تقسیم وظائف میں حضرت ابو بکرؓ کا طرزِ عمل نہایت حکیمانہ و دانش مندانہ تھا اس سے عرب میں سیاسی وحدت پیدا ہوئی اور ہر شہری کو برابر کے حقوق ملے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شخص نے حکومت کی اطاعت کو ضروری سمجھا اور خلیفہ کی ذات سے وفاداری کا جذبہ پیدا ہوا اور دربارِ خلافت کے احکام پر عمل کے شوق سے مرکزی حکومت کو استحکام ملا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پہلے سال غلام اور آزاد، مرد اور عورت ہر ایک کو دس دس دینار دیئے اور دوسرے سال ہر ایک کو بیس بیس دینار دیئے۔ کچھ مسلمانوں نے آکر کہا "خلیفہ! بعض لوگوں نے دوسروں پر قبول اسلام میں سبقت کی اور دوسری فضیلتیں بھی انہیں حاصل ہیں لیکن آپؓ سب میں مال برابر تقسیم کرتے ہیں، بہتر ہو کہ آپؓ ان اصحاب کو ترجیح دیں۔" مگر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، "فضیلت کا اجر اللہ کے پاس ہے اور یہ بیت المال تو معاش کا معاملہ ہے اس میں مساوات بہتر ہے۔"

آپؓ بیت المال کی رقم سے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اونٹ، گھوڑے اور اسلحہ بھی خریدتے۔ ایک سال دیہات سے کمبل آئے تو وہ خرید کر موسم سرما کے لیے مدینہ کی بیواؤں میں تقسیم کیے۔ حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہوا تو آپؓ کی تدفین سے فارغ ہو کر حضرت عمرؓ نے امانتداروں کو بلایا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت عثمانؓ کو ہمراہ لے کر بیت المال میں گئے تو دیکھا وہاں نہ کوئی درہم تھا نہ دینار صرف ایک بوری پڑی ہوئی تھی، وہ جھاڑی تو ایک درہم نکلا کیونکہ آپؓ سارا مال حق کے ساتھ اپنی زندگی ہی میں تقسیم فرما چکے تھے۔ اس درجہ امانت کو دیکھ کر ان لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کے لیے رحمت کی دعا مانگی۔

مفتوحہ اقوام سے رویہ

اہلِ ایران عرب کاشتکاروں اور مزارعوں سے غلاموں کی طرح سلوک کرتے اور فصل کی بٹائی سے اتنا کم حصہ دیتے کہ ان کا گزارہ بھی مشکل سے ہوتا۔ حضرت ابو بکرؓ کو یہ حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سپہ سالاروں کو خصوصی ہدایات بھیجیں کہ مزارعوں اور مزدوروں کو قید نہ کیا جائے، ان سے سختی سے بات نہ کی جائے اور نہ ہی ان پر کسی قسم کا ظلم وستم کیا جائے۔ آئندہ ان کی محنت کا پورا پورا معاوضہ دیا جائے اور ان کے ساتھ پوری طرح عدل و مساوات سے معاملہ کیا جائے۔ مفتوحہ علاقوں کے انتظامی امور وہیں کے لوگوں کے سپرد کر دیے گئے۔ عراق کے مفتوحہ قبیلوں اور نہروں کے عام نظم ونسق کے ذمہ دار مقامی باشندے تھے مسلمان صرف ان کی دیکھ بھال کرتے۔

مفتوحہ عوام کو آزادی رائے کا حق دیا گیا تا کہ وہ ملک کے انتظامی امور میں شریکِ مشورہ ہوں۔ شام میں ملک سے متعلق تمام اہم امور میں وہاں کے لوگوں سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ یہ چیز ان کے لیے بالکل نئی تھی وہ صدیوں سے شہنشاہیت کی غلامی میں بسر کر رہے تھے۔ لہٰذا حکومت کے بلند ایوانوں میں ان کو مشورے کا اعزاز ملا تو وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ تعجب کے ساتھ ساتھ یہ بات ان کے لیے باعثِ مسرت بھی تھی اور مسلمان فاتحین کی اسی رواداری و عدل نے ان کو بہت متاثر کیا اس کے نتیجے میں کئی لوگ تو خود ہی مسلمان ہو گئے کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ اسلامی تہذیب انسانیت کی فلاح و بہبود کی ضامن ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا دور خلافت اگرچہ بہت مختصر تھا لیکن ان کے عہد خلافت میں عراق و شام بہت جلد اسلام سے متاثر ہوئے جو لوگ مسلمان نہ ہوئے تو از خود جزیہ دینے پر رضا مند ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کی اس حکمتِ عملی اور مساوات کی بدولت مفتوحہ اقوام دین اسلام کو بہتر مستقبل کی ضمانت سمجھ کر اور اسلامی حکومت کی حمایت کرنے لگیں۔ عموماً جنگوں میں فاتح فوج آگے بڑھتی تو دشمن پیچھے سے مفتوحہ علاقے سے حملہ کر کے فاتح فوج کو نرغے میں لے لیتا لیکن حضرت ابوبکرؓ کی مفتوحہ اقوام سے رواداری کی پالیسی کا اسلام کو یہ فائدہ بھی ہوا کہ عقب سے حملے کا خطرہ دور ہو گیا۔

ذمی رعایا کے حقوق

رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلموں کو اسلامی مملکت میں پناہ دی تھی اور عہد ناموں کے ذریعے ان کے حقوق بھی واضح فرمائے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ذمی رعایا کے ان حقوق کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اپنی مہر و دستخط سے اس کی توثیق بھی کر دی لہٰذا ان کے دور خلافت میں جو ممالک فتح ہوئے وہاں کی ذمی رعایا کو تقریباً وہی حقوق دیئے گئے جو مسلمانوں کو حاصل تھے۔ اہل حیرہ سے جو معاہدہ ہوا اس کا اہم مگر مختصر حصہ درج ذیل ہے،

"ان کی خانقاہیں اور گرجے نہ گرائے جائیں گے اور نہ کوئی ایسا قصر گرایا جائے گا جس میں وہ ضرورت

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کے وقت دشمنوں کے مقابلے میں قلعہ بند ہوتے ہیں۔ناقوس اور گھنٹے بجانے پر ممانعت نہ ہوگی۔تہوار کے موقعوں پر صلیب نکالنے سے روکے نہ جائیں گے۔"

خلیفۂ اول کے دور میں جزیہ ادا کرنے میں بھی آسانی دی گئی۔اسی معاہدے میں یہ بھی لکھا تھا کہ بوڑھے، اپاہج اور مفلس ذمی جزیہ ادا نہ کریں گے اور بیت المال ان کی کفالت کرے گا۔جزیہ صرف انہی لوگوں پر مقرر تھا جو اسے دینے کی استطاعت رکھتے تھے۔چنانچہ حیرہ کے سات ہزار لوگوں میں سے ایک ہزار مکمل طور پر جزیہ دینے سے مستثنیٰ تھے، باقی ذمی بھی صرف دس درہم سالانہ ادا کرتے تھے۔یہ مسلمانوں کی غیر معمولی مذہبی رواداری کا ثبوت اور رعایا پروری کی مثال کا ایک عالمی نمونہ ہے۔

فوجی نظام

عہدِ نبوت میں کوئی باضابطہ فوجی نظام نہ تھا۔جب ضرورت پیش آتی تو صحابہ کرامؓ شوق و جذبے سے جہاد کے لئے جمع ہو جاتے تھے۔حضرت ابو بکرؓ نے فوج کو مزید منظّم کیا اور جب کوئی مہم درپیش ہوتی تو فوج کو الگ الگ دستوں میں تقسیم کر کے ان کا سپہ سالار مقرر کر دیتے۔چنانچہ شام کی طرف جو فوج روانہ ہوئی اس میں قومی حیثیت سے تمام قبائل کے علیحدہ افسر اور ان کے الگ الگ جھنڈے تھے۔امیر الامراء (کمانڈر انچیف) کا نیا عہدہ بھی خلیفہ ءاوّل کی ایجاد ہے اور سب سے پہلے آپؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس عہدے پر مقرر کیا۔[١٩] حضرت خالد بن ولیدؓ نے میدان جنگ میں ہر دستے کی جگہ اور اس کا کام متعین کر دیا۔مجاہدین اسلام کو رومیوں کی باقاعدہ فوج کے مقابلہ میں اس دستہ بندی سے بڑی مدد ملی لہٰذا دورانِ جنگ کسی ترتیب و نظام کے نہ ہونے کی وجہ سے فوج میں ابتری پھیلنے کا جو خطرہ ہوتا تھا اس عمل سے اس کا سدِّ باب ہو گیا۔

فوج کی اخلاقی تربیت

رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد میں جنگوں کا مقصد اللہ کا کلمہ بلند کرنا تھا، اس لیے ہمیشہ یہی کوشش کی گئی کہ اس مقصدِ عظیم کے لیے جو فوج تیار ہو وہ اخلاقی بلندی میں تمام دنیا کی فوجوں سے ممتاز ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے بھی فوج کی اخلاقی تربیت کو اوّلین ترجیح دی۔جب بھی فوج کسی مہم پر روانہ ہوتی تو وہ خود دور تک پیدل ساتھ جاتے اور امیرِ لشکر کو نصیحت کرنے کے بعد رخصت کرتے تھے۔چنانچہ شام کی جانب فوج روانہ ہوئی تو سپہ سالار حضرت اسامہؓ بن زید سے فرمایا، "تم ایک ایسی قوم کو پاؤ گے جنہوں

نے اپنے آپ کو اللہ کی عبادت کے لیے وقف کردیا ہے، ان کو چھوڑ دینا۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں خیانت نہ کرنا، مال نہ چھپانا، بے وفائی سے بچنا، کسی لاش کے اعضاء نہ کاٹنا، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، خانقاہوں میں رہنے والے راہبوں کو قتل نہ کرنا، کھجوروں اور پھل لانے والے درختوں کو نہ کاٹنا، کھانے کے علاوہ کسی اور غرض کے لیے جانوروں کو ذبح نہ کرنا۔''

جب حضرت خالد بن ولیدؓ جنگ فراض میں دشمن کو شکست دے چکے تو انہیں شوق ہوا کہ وہ حج ادا کریں۔ انہوں نے اس بات کو خفیہ رکھا اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مکہ روانہ ہوگئے۔ حج کی ادائیگی کے بعد حیرہ میں تیز رفتاری سے اپنے دستے سے آملے لیکن چونکہ انکے سر منڈے ہوئے تھے لہٰذا اس بات کی خبر حضرت ابوبکرؓ تک پہنچ گئی۔ انہوں نے بہت برا محسوس کیا اور حضرت خالدؓ بن ولید کو درج ذیل خط لکھا :

''تم چلتے جاؤ حتیٰ کہ تم یرموک میں مسلمانوں کے لشکر سے جاملو کیونکہ وہ اس وقت دشمن کے نرغے میں ہیں اور زخمی ہیں، یہ حرکت جو تم نے ابھی کی ہے آئندہ نہ کرنا۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ تم مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے صاف بچالاتے ہو اور تمہارے سامنے دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں۔ اے ابو سلیمان! میں تمہیں تمہارے اخلاص اور خوش قسمتی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اس مہم کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا، فخر و غرور کا شکار نہ ہوجانا ورنہ ناکام و نامراد ہوجاؤ گے، کسی بھی عمل پر نازاں نہ ہونا کیونکہ اللہ ہی احسان کرنے والا اور وہی جزا دینے والا ہے۔''

حضرت ابوبکرؓ اگرچہ اب جسمانی طور پر ضعیف ہو چکے تھے اس کے باوجود خود جاکر فوجی چھاؤنیوں کا معائنہ کرتے اور سپاہیوں میں جو اخلاقی خرابیاں نظر آتیں انہیں قرآن و سنت کے مطابق دور کرتے۔ قبائل کی باہمی رقابت کو دبا کر اسلامی رواداری کا سبق دیتے اور ان کے اخلاق و عادات کی اصلاح کے لیے ہمہ وقت مصروف رہتے۔

سامانِ جنگ کی فراہمی

حضرت ابوبکرؓ نے سامانِ جنگ کی فراہمی کا بہترین انتظام فرمایا۔ مختلف ذرائع سے جو آمدنی آتی اس کا ایک معقول حصہ فوجی ساز و سامان اور اسلحہ کی خریداری پر لگا دیتے۔ اس کے علاوہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت میں رسول اللہ ﷺ اور ذوالقربیٰ کے جو حصے مقرر کئے ان کو بھی فوجی مصارف کے لیے مخصوص کر

© AL HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

دیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی ضروری مصارف کے بعد اس کو اسی کام میں لاتے تھے۔ جنگی اونٹ اور گھوڑوں کی پرورش کے لیے مقامِ بقیع میں ایک مخصوص چراگاہ تیار کروائی جس میں ہزاروں جانور پرورش پاتے تھے۔[۲۰]

تدوینِ قرآن

جنگ یمامہ میں ستّر حفاظ صحابہؓ شہید ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو مشورہ دیا کہ اس طرح قرآن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، لہٰذا اسے مصحف کی شکل دے کر محفوظ کر لیا جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے کاتبِ وحی حضرت زیدؓ بن ثابت کو تدوینِ قرآن کی ذمہ داری سونپی۔ زیدؓ بن ثابت کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ نے مجھے بلا کر کہا، "عمرؓ نے مجھے قرآن پاک کی تدوین کا مشورہ دیا تو میں نے کہا جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا وہ میں کیسے کر سکتا ہوں۔ لیکن عمرؓ نے کہا کہ امت کی بہتری کے لیے یہ ضروری ہے اور اتنی مرتبہ اصرار کیا کہ میرا سینہ اللہ نے کھول دیا اور میں نے عمرؓ سے اتفاق کیا۔" جس وقت ابو بکرؓ یہ بات کر رہے تھے عمرؓ سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔ ابو بکرؓ نے پھر مجھے کہا۔ "تم جوان اور عقل مند ہو۔ تمہاری صداقت اور راست گفتاری میں کوئی شک نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں وحی کی کتابت کا اعزاز تمہیں حاصل تھا، اس لیے تم ہمت کرو اور قرآن مجید یکجا کر دو۔" زیدؓ بن ثابت کہتے ہیں "واللہ اگر مجھے یہ حکم دیا جاتا کہ پہاڑ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ کر دو تو یہ کام میرے لیے قرآن مجید جمع کرنے سے زیادہ آسان ہوتا۔" لیکن حضرت عمرؓ، حضرت ابو بکرؓ کے بارہا کہنے پر اللہ نے میرا بھی سینہ کھول دیا اور میں نے یہ خدمت سر انجام دینے کا وعدہ کیا۔ پھر قرآن مجید کو جمع کیا۔

حضرت زیدؓ بن ثابت کی سرکردگی میں کئی جلیل القدر صحابہؓ کی کمیٹی تشکیل دی گئی جنہوں نے قرآن کو جمع کیا اور نہایت تحقیق و احتیاط کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب سے لکھا۔ حفّاظ ہر آیت کی تصدیق کرتے اور دو قابل اعتماد گواہوں کی اس گواہی کے بعد کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھی گئی تھی اسے قلم بند کیا جاتا۔ بالآخر قرآن پاک ایک صحیفے کی شکل میں محفوظ کر لیا گیا۔ یہ اتنا بڑا کارنامہ تھا کہ امتِ مسلمہ ہمیشہ ان صحابہ کرامؓ کی ممنونِ احسان رہے گی۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

علم و فضل

حضرت ابوبکرؓ نے کسی باقاعدہ مکتب سے تو علم حاصل نہیں کیا تاہم آسمانِ علم پر درخشاں ستارہ بن کر چمکے۔ فصاحت و بلاغت، ادب و شاعری، علم الانساب، تعبیر رؤیا، حدیث، تفسیر اور اجتہاد میں ماہر مانے جاتے تھے۔

علم الانساب

علم الانساب یعنی قبائل کا نام اور نسب یاد رکھنا اس زمانے میں عرب کا مایہ ناز علم تھا اور جس شخص کو اس میں مہارت ہوتی اس کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کو اس علم میں کمال حاصل تھا۔ سیرت ابن ہشام میں حضرت ابوبکرؓ کی مہارت کا یوں ذکر کیا گیا ہے :

"ابوبکرؓ اپنی قوم قریش کے ہر فرد کے نزدیک قابلِ احترام سمجھے جاتے تھے۔ وہ علم الانساب میں مہارت رکھتے تھے اور قریشِ مکہ کے تمام خاندانوں کے نسب نامے انہیں یاد تھے۔ اس کے علاوہ جو جن عادات کا حامل تھا اور جو نقائص اور اوصاف اس میں پائے جاتے تھے، وہ اس سے بھی خوب آگاہ تھے۔ ان کا یہ علم ایسا تھا کہ جس میں قریش کا کوئی شخص ان کا حریف نہ تھا۔"

حضرت حسانؓ بن ثابت قریش کی ہجو کیا کرتے تھے۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا کر فرمایا: "تم قریش اور ابوسفیان کی مذمت کرتے ہو، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ میں بھی قریشی ہوں اور ابوسفیان میرا چچازاد بھائی ہے؟" انہوں نے کہا، "قسم ہے میں آپؐ کو ان سے علیحدہ کر لیتا ہوں۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا، "ابوبکرؓ کے پاس جاؤ، وہ انسابِ عرب میں سب سے زیادہ ماہر ہیں۔" اس روز سے وہ اس فن کو سیکھنے کے لیے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ حضرت جبیرؓ بن مطعم جو بہت بڑے نسّاب تھے، فرمایا کرتے تھے، "میں نے اس فن کو حضرت ابوبکرؓ سے سیکھا ہے جو نسب دانی کی حیثیت میں تمام عرب میں ممتاز تھے۔"

علم تفسیر

حضرت ابوبکرؓ چونکہ سفر و حضر، جنگ و امن غرض کہ ہر وقت بحیثیت مشیر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور قرآنِ پاک رسول اللہ ﷺ سے براہ راست سمجھا لہٰذا علمِ تفسیر پر بھی مکمل عبور حاصل تھا اور ہر آیت کے حقیقی مفہوم سے آگاہ تھے۔ ایک مرتبہ لوگوں کو یہ آیت پڑھ کر سنائی :

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (المائدۃ:105)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر صرف تمہارے نفس کی ذمہ داری ہے۔ جو گمراہ ہو گیا وہ تمہیں نقصان نہیں دے سکتا جبکہ تم ہدایت پر (قائم) ہو۔ اللہ کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے پھر وہ تم کو بتا دے گا جو تم کرتے رہے۔"

پھر فرمایا، "حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جب لوگ ناپسندیدہ کام کو دیکھتے ہیں اور ان کی اصلاح کی فکر نہیں کرتے تو اللہ کا عذاب سب کے لیے عام ہو جاتا ہے۔" یعنی اس آیت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ دوسروں کی اصلاح کا خیال رکھنا ضروری نہیں۔ حضرت ابو بکرؓ اصلاحِ امت کے لیے فکرمند رہتے اور مسلمانوں میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا احساس اجاگر کرنے کی کوشش کرتے رہتے تاکہ ہر انسان اصلاح کی کوشش کرے اور لوگ عذابِ الٰہی سے محفوظ رہیں۔

تعبیر الرؤیا

حضرت ابو بکرؓ خواب کی تعبیر میں بھی ماہر تھے یہاں تک کہ صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کو سب سے بڑا مُعبِّر خواب سمجھتے اور اپنے خواب بیان کر کے تعبیر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت خالدؓ بن سعید نے اسلام قبول کرنے سے پہلے اپنا خواب سنایا کہ وہ دہکتی ہوئی آگ کے کنارے کھڑے ہیں اور ان کے والد ان کو اس میں جھونک رہے ہیں۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور ان کو پکڑ کر کھینچ لیتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس خواب کو سنا تو فرمایا، "خالد تمہیں اس خواب کے ذریعہ راہِ حق کی ہدایت کی گئی ہے، تمہارا باپ تم کو کفر پر مجبور کرتا ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی اتباع تمہاری نجات کا باعث ہو گی۔"

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ایک خواب میں تین چاند اپنے حجرے میں گرتے دیکھے۔ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ سے اس کا تذکرہ کیا تو اس وقت آپؓ خاموش رہے لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ان کے حجرے میں دفن ہوئے تو فرمایا، "یہ ان تینوں میں سے بہترین چاند ہے۔" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ابو بکرؓ اور عمرؓ میرے حجرے میں دفن ہوئے تو مجھے معلوم ہو گیا کہ باقی دو چاند سے مراد یہ دونوں صحابہ تھے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رسول اللہ ﷺ بھی کبھی کبھی اپنا خواب بیان کر کے انہیں تعبیر دینے کا حکم دیتے۔ایک مرتبہ رسولؐ اللہ نے دیکھا کہ چند سیاہ بھیڑوں میں بہت سی سفید بھیڑیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔حضرت ابو بکرؓ سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا ''یا رسول اللہ ﷺ ! سیاہ بھیڑیں اہل عرب ہیں جو پہلے رسول اللہ ﷺ کی تابع ہوں گی اور پھر کثرت سے عجمی جو سفید بھیڑوں کی صورت میں ظاہر کی گئیں اسلام قبول کر کے ان میں شامل ہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا '' صحیح ہے۔'' ۲۱

تقریر و خطابت

آپؓ کو تقریر و خطابت میں بھی کمال حاصل تھا۔ان کی خاص تقریروں کے علاوہ عام تقریریں بھی نہایت پُر اثر ہوتی تھیں۔ایک تقریر کے چند فقرے درج ذیل ہیں :

'' آج وہ حسین و روشن اور وفورِ شباب سے حیرت میں ڈالنے والے چہرے کہاں ہیں؟ آج بڑے بڑے شہروں کو بسانے والے اور ان کو قلعہ بند کرنے والے سلاطین کدھر گئے؟ آج بڑے بڑے غالب آنے والے سورما کیا ہوئے؟ زمانے کی گردشوں نے ان کی قوتیں پست کر دیں اور ان کے بازو توڑ دیئے اور وہ قبر کی تاریکی میں ہمیشہ کے لیے سو گئے۔'' ۲۲

تقریر کی حالت میں رقت طاری ہو جاتی۔ایک دفعہ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا، '' میں جس جگہ کھڑا ہوں، پچھلے سال خود رسول اللہ ﷺ یہاں تشریف فرما تھے۔'' یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگے۔اسی طرح ایک روز تین مرتبہ تقریر کا ارادہ کیا اور ہر مرتبہ ایک دو جملے کہنے کے بعد آواز رندھ جاتی۔ ۲۳

ذوقِ سخن

ایک مرتبہ حضرت حسینؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو آپ ﷺ کی یاد تازہ ہو گئی۔بے اختیار انہیں گود میں اٹھا لیا اور فرمایا

وبابی شبہ النبی　　لیس شبیھا بعلی

میرا باپ فدا ہو نبی سے مشابہ ہے　　علی سے مشابہ نہیں

حضرت علیؓ جو قریب ہی موجود تھے یہ سن کر ہنس پڑے۔

قبول اسلام کے بعد صرف ایسے اشعار سے دلچسپی رہ گئی تھی جن میں اللہ کی عظمت کا ذکر ہوتا اور شعراء

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

سے بھی ایسے اشعار سننا پسند کرتے ایک مرتبہ لبید نے مصرعہ پڑھا الا کل شیء ما خلا اللہ باطل یعنی اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے تو فرمایا، "سچ ہے"۔ لیکن جب اس نے دوسرا مصرعہ پڑھا، وکل نعیم لا محالۃ زائل، "یقیناً ہر نعمت زائل ہو جائے گی" تو فرمایا، "غلط ہے۔ اللہ کے پاس ایسی نعمتیں ہیں جو زائل نہ ہوں گی۔" ۲۴

اصول اجتہاد

رسول اللہ ﷺ کے جانشین کی حیثیت سے آپؓ نے اجتہاد کے اصول کا طریقہ بھی واضح کیا۔ مسند دارمی میں ہے، "حضرت ابو بکرؓ کی عدالت میں جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو پہلے قرآن کی طرف رجوع کرتے اور اگر اس کے بارے میں قرآن میں کوئی حکم ہوتا تو فیصلہ اس کے مطابق کرتے ورنہ سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے اور جب وہاں سے بھی مطلب حاصل نہ ہوتا تو مسلمانوں (کے علماء) سے پوچھتے۔"

قیاسی مسائل سے خوف

قیاسی مسائل یا نصوصِ قرآنی میں اپنی رائے دینے سے احتراز برتتے اور فرماتے، "اگر میں اللہ کی کتاب میں یا نا معلوم مسائل میں خواہ مخواہ رائے دوں تو کونسی زمین میرا بار اٹھائے گی اور کونسا آسمان مجھے سایہ دے گا۔" نا معلوم مسائل میں حضرت ابو بکرؓ سے زیادہ کوئی خائف نہ تھا تاہم ضرورت کے وقت قیاس سے کام لینے پر مجبور ہو جاتے۔

ایک مرتبہ ایک ایسا مقدمہ پیش ہوا جس کے لیے نہ قرآن میں کوئی حکم ملتا نہ ہی حدیث میں تو مجبوراً قیاس سے کام لیا لیکن ساتھ ہی فرمایا، "یہ میری رائے اگر صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے ہے اور میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں۔"

فہم و فراست

۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے قبل ایک روز خطبہ میں فرمایا، "اللہ نے اپنے بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تھا، بندے نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔" حضرت ابو بکرؓ یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا، "یا رسول اللہ ﷺ آپ پر ہماری جان قربان!" صحابہ کرامؓ حیران ہوئے کہ یہ رونے کی کونسی بات تھی لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو صحابہ کرامؓ فرماتے تھے ہمیں حضرت ابو بکرؓ کے فہم و فراست پر حیرت ہوئی کیونکہ جو بات وہ اس وقت سمجھ گئے تھے ہم میں سے کوئی نہ جان سکا تو ہم مان گئے کہ حضرت ابو بکرؓ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے۔ ۲۵

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

فضائلِ ابو بکرؓ

◆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر پڑھ کر پوچھا، "آج کس نے روزہ رکھا؟" حضرت عمرؓ نے کہا، "یارسول اللہ ﷺ میرا تو معاملہ یہ ہے کہ میں نے رات روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کیا اور اب میں روزے سے نہیں ہوں۔" حضرت ابو بکرؓ نے کہا، "یارسول اللہ ﷺ رات میں نے روزہ رکھنے کی نیت کی اور اب میں روزے سے ہوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا، "آج کس نے بیمار کی عیادت کی؟" حضرت عمرؓ نے کہا، "یارسول اللہ ﷺ ہم نے ابھی نماز پڑھی ہے اور اپنی جگہ سے ہلے بھی نہیں تو بیمار پرسی کیسے کرتے؟" حضرت ابو بکرؓ نے کہا، "یارسول اللہ ﷺ مجھے پتہ چلا کہ بھائی عبدالرحمٰن بن عوف بیمار ہیں تو میں راستے میں ادھر سے گزرتا ہوا عیادت کر کے مسجد آ گیا۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "آج کس نے صدقہ کیا؟" حضرت عمرؓ نے کہا، "یارسول اللہ ﷺ ہم تو آپ ﷺ کے ساتھ تھے صدقہ کیسے کرتے؟" حضرت ابو بکرؓ نے کہا، "یارسول اللہ ﷺ میں مسجد آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سائل کچھ مانگ رہا تھا، عبدالرحمٰن کے لڑکے کے پاس روٹی کا ٹکڑا تھا تو وہ میں نے لے کر سائل کو دے دیا۔" رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا، "تمہیں جنت کی بشارت ہو۔" حضرت عمرؓ نے یہ بات سنی تو لمبی آہ بھری۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور کوئی ایسی بات کہی جس سے وہ خوش ہو گئے۔ [۲۶]

◆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "جو شخص اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے اسے جنت کے دروازوں سے آواز دی جاتی ہے کہ اللہ کے بندے یہ خیر (بھلائی) ہے۔ جو نمازی ہوتا ہے اسے نماز والے دروازے سے پکارا جاتا ہے۔ جو مجاہد ہوتا ہے اسے جہاد والے دروازے سے آواز دی جاتی ہے۔ جو روزہ دار ہوتا ہے اسے باب الریّان سے بلایا جاتا ہے۔ جو صدقات و خیرات دینے والا ہوتا ہے۔ اسے صدقے کے دروازے سے بلایا جاتا ہے۔"

حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ کوئی شخص ایسا بھی ہو گا جسے سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يا أبا بَكْرٍ [۲۷]

"ہاں اور مجھے توقع ہے کہ تم ان میں سے ہو گے اے ابو بکر۔"

◆ احمد و ترمذی میں حدیثِ رسول اللہ ﷺ ہے، ''میری امت میں میرے امتیوں کے ساتھ سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے، رحمدل ابوبکرؓ ہیں۔''

◆ حضرت عمرؓ و بن العاص کہتے ہیں میں نے پوچھا، ''یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کس کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟ فرمایا، ''عائشہ کو'' پھر میں نے عرض کیا مردوں میں سے؟ فرمایا ''اُن کے والد کو'' پھر پوچھا ان کے بعد کس کو؟ فرمایا، ''عمرؓ۔'' ۲۸

◆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم عتیق ہو (یعنی) اللہ کی طرف سے آگ سے آزاد کیے ہوئے ہو۔ اس دن سے ان کا نام عتیق ہو گیا۔ ۲۹

◆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''مال اور رفاقت کے اعتبار سے، سب آدمیوں سے زیادہ مجھ پر ابوبکر کا احسان ہے اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا دلی دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا البتہ ان سے اسلامی اخوت و محبت ہے۔ دیکھو مسجد (نبوی) کی طرف کسی کا دروازہ نہ رہے سوائے ابوبکر کے گھر کے دروازے کے۔'' ۳۰

◆ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان تکرار ہو گئی اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے معافی مانگی مگر حضرت عمرؓ نے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ پریشان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں چلے گئے کہ انکے کپڑے کا کونہ گھٹنے پر سے ہٹا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے پاس بیٹھے صحابہ کو فرمایا، ''کہ تمہارے صاحب (ابوبکرؓ) کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔'' حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں میں نے سلام کیا اور کہا مجھ میں اور عمرؓ بن خطاب میں تکرار ہو گئی اور میں نے جلدی میں ان کو برا بھلا کہہ دیا۔ پھر میں شرمندہ ہوا اور ان سے معافی مانگی مگر انہوں نے انکار کر دیا اب میں آپ ﷺ کے پاس آ گیا ہوں (آپؐ ان کو سمجھائیں) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا:

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يا أبا بَكْر

اے ابوبکر اللہ تم کو بخش دے

ادھر حضرت عمرؓ شرمندہ ہو کر حضرت ابوبکرؓ کے گھر گئے مگر معلوم ہوا کہ وہ گھر پر نہیں لہٰذا وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے اور سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ حساس دل حضرت ابوبکرؓ ڈر گئے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ سے خفا نہ ہوں لہٰذا دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور دو مرتبہ کہا:

''أنا كُنتُ أظلَم يا رسول اللّٰه ﷺ'' یعنی خطا میری تھی میں نے ہی عمرؓ کو برا بھلا کہا تھا۔ تب

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو یہ سمجھ لو) ''اللہ نے مجھے تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا لیکن تم نے مجھے جھوٹا کہا اور ابوبکرؓ نے مجھے سچا کہا اور اپنے مال اپنی جان سے میری خدمت کی''۔ پھر دو مرتبہ فرمایا،

'' فَهَلْ أَنْتُمْ تارِكولِي صاحِبِي ؟''

کیا تم میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو کسی نے نہ ستایا۔ ۳۱

◆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا، ''آپؓ غار میں میرے ساتھ تھے اِسی طرح حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ رہیں گے۔'' ۳۲

◆ مکہ کی فتح اور حنین و طائف کے غزوات سے فارغ ہو کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تو مختلف تنظیمی و تبلیغی امور میں مصروف ہو گئے۔ تبوک کی مہم پیش آئی پھر عرب قبائل کے وفود کا تانتا بندھ گیا اسی لیے ۹ھ کو عام الوفود کہا جاتا ہے۔ اسی دوران میں حج کا زمانہ آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنی مصروفیات کی بنا پر نیز حضرت ابوبکرؓ کے مرتبہ کو لوگوں پر واضح کرنے کے لیے انہیں تین سو صحابہ پر امیر الحج مقرر کر کے مکہ روانہ کیا اور اپنی قربانی کے بیس اونٹ ساتھ دیے۔ فتح مکہ کے بعد یہ پہلا حج تھا جو مسلمانوں نے آزادانہ اسلامی طریقے سے ادا کیا اور ابوبکرؓ پہلے امیرِ حج بنائے گئے تھے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اخلاق وعادات

حضرت ابوبکرؓ بچپن ہی سے پاک باز، باعفت اور بلند اخلاق کے حامل تھے۔ جوانی میں آپؓ اپنی دیانت، راست بازی، امانت، اور حسنِ اخلاق کے باعث نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اعلیٰ کردار، ملنسار اور وعدے کے پکے تھے۔ مقدمات کے تصفیہ کے وقت اکثر آپؓ سے رجوع کیا جاتا۔ زمانۂ جاہلیت میں خون بہا کی رقم انہی کے پاس جمع کی جاتی اگر وہ رقم کسی اور شخص کے پاس جمع کی جاتی تو قریش اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ دورِ جاہلیت میں شراب نوشی عام تھی لیکن مالدار ہونے کے باوجود حضرت ابوبکرؓ کو اس دور میں بھی شراب سے نفرت تھی کیونکہ آپؓ فرماتے تھے کہ شراب پینے سے انسان کی عزت کو نقصان ہوتا ہے۔ قریش کے بت پرستانہ عقائد سے آپؓ نفرت کرتے اور ان تمام مشرکانہ رسوم سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھتے جن میں دیگر اہلِ مکہ مبتلا تھے۔

مشہور مورخ ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ بھی ان کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں :

"He was a wealthy merchant, much respected by his fellow citizens for the integrity of his character and for his intelligence and ability." ۳۳

”وہ ایک امیر تاجر تھے۔ بااصول، خودار، باوقار انسان جو اپنی ذہانت اور قابلیت جیسی اخلاقی خوبیوں کی بناء پر اپنے ہم وطنوں میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔“

حضرت ابوبکرؓ کا ایمان

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی بازار میں گائے کو ہانکتا ہوا جارہا تھا جس پر بوجھ لدا ہوا تھا۔ گائے نے پیچھے مڑ کر آدمی سے گفتگو کی اور کہا کہ میں بوجھ لادنے کے لیے نہیں بلکہ ہل جوتنے کے لیے بنائی گئی ہوں لوگوں نے تعجب سے سبحان اللہ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”میں، ابوبکرؓ اور عمرؓ اس پر یقین رکھتے ہیں۔“ حالانکہ اس وقت حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ وہاں موجود نہ تھے۔ ۳۴

جلال الدین سیوطی اپنی تصنیف تاریخ الخلفاء میں بیہقی کے حوالے سے حضرت عمرؓ کا یہ قول تحریر کرتے ہیں کہ اہالیان زمین اور حضرت ابوبکرؓ کے ایمان کا وزن کیا جائے تو آپؓ کے ایمان کا پلہ جھک جائے گا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

حضرت ربیعہ بن جعفرؓ اور حضرت ابو بکرؓ میں ایک درخت پر باہم اختلاف ہوا۔حضرت ابو بکرؓ نے بحث کے دوران کوئی ایسا جملہ کہہ دیا جو حضرت ربیعہؓ کو برا لگا لیکن جیسے ہی ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو فرمانے لگے، ''ربیعہ تم بھی مجھے کوئی ایسی سخت بات کہہ دو'' انہوں نے انکار کیا تو دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ساری بات سن کر فرمایا، ''ربیعہ تم کوئی سخت جواب نہ دو اور یہ کہہ دو :

''یغفر اللہ لك یا ابابکر'' ابو بکر اللہ تمہیں معاف کردے۔حضرت ابو بکرؓ پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہوا کہ زاروقطار روئے اور ان کے آنسو رواں دواں ہو گئے۔

حضرت ابو بکرؓ کا اللہ کی قدرتوں پر کامل یقین تھا چنانچہ انہوں نے اپنی انگوٹھی پہ یہ الفاظ نقش کرا دیے تھے

''نعم القادر اللہ''۔ ۳۵

اسی کامل ایمان کے نتیجے میں اللہ نے ان کے لیے اپنی قدرتیں نازل کیں اور جو کام بڑے بڑے سیاستدان اور سپہ سالار برسوں میں انجام نہ دے سکے تھے وہ آپؓ نے مہینوں میں انجام دے دیے۔

لقب ''صدیق''

مکہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جبرئیلؑ کے ذریعے راتوں رات زمین سے آسمانوں کا سفر کرایا اور شرفِ ملاقات بھی بخشا۔جب رسول اللہ ﷺ معراج سے لوٹے اور مکہ والوں کو اس کے بارے میں بتایا تو کفار ہنستے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ''ابو بکر کچھ سنتے ہو تمہارا ساتھی کیا کہتا ہے؟''حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا، ''کیا؟'' تو کفار بولے ''وہ کہتا ہے کہ راتوں رات آسمانوں کی سیر کر آیا ہے''۔حالانکہ حضرت ابو بکرؓ بذاتِ خود اس وقت تک رسول اللہ ﷺ سے نہ ملے تھے اور نہ ہی براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تھی لیکن کفار کی باتیں سن کر کہا ''اگر رسول اللہ ﷺ ایسا کہہ رہے ہیں تو یہ سچ ہے ایسا ہی ہوا ہو گا''۔یوں واقعہ معراج پر حضرت ابو بکرؓ نے فوراً رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور ان کو لقب ''صدیق'' عطا ہوا۔صدیق وہ ہوتا ہے جس کے ظاہر و باطن میں ذرا بھی جھوٹ نہ ہو اور سچ کی تصدیق کرنے والا ہو اور حضرت ابو بکرؓ من وعن ایسے ہی تھے۔جب بھی رسول اللہ ﷺ نے حق پیش کیا حضرت ابو بکرؓ نے بغیر شک وشبہ کے اسکی تصدیق کر دی۔

رسول اللہ ﷺ کے دور کے شاعرِ اسلام، حضرت حسانؓ بن ثابت نے حضرت ابو بکرؓ کی شان میں تعریف کرتے ہوئے یوں لکھا :

والثانی التالی المحمود مشهده

واوّل النّاس منهم صدق المرسلا

"وہی ثانی (دوسرے) اورآپ ﷺ کے بعد متصل ہیں (آپؐ کے بعد خلیفہ ہوئے) جن کی مشکلات میں رہنے کی بدولت تعریف کی گئی اور وہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول کی تصدیق میں پہل کی ہے۔"

خشیت

حضرت ابوبکرؓ رات رات بھر نمازیں پڑھتے تھے اور دن کو اکثر روزے رکھتے۔ خصوصاً گرمی کے موسم میں روزے رکھتے۔ خشوع و خضوع کا یہ عالم تھا کہ نماز میں لکڑی کی طرح بے حس و حرکت نظر آتے۔ رِقت اس قدر طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھی۔ خوفِ محشر کے سبب دنیا کا ذرّہ ذرّہ ان کے لیے باعث عبرت تھا، کوئی درخت دیکھتے تو کہتے،"اے کاش میں درخت ہی ہوتا کہ عاقبت کے جھگڑوں سے چھوٹ جاتا۔" کسی باغ سے گزرتے اور چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو سرد آہ کھینچ کر فرماتے،"پرندو! مبارک ہو تم دنیا میں چرتے چگتے ہو، درخت کے سائے میں بیٹھتے ہو اور قیامت کے روز تمہارا کوئی حساب نہیں، کاش ابوبکر بھی تمہاری طرح ہوتا۔"

قرآن کی تلاوت کرتے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے کہ آس پاس کے تمام لوگ جمع ہو جاتے، اور رِقت قلب کے باعث وہ بار بار سرد آہ کھینچتے تھے یہاں تک کہ لوگ آپؓ کو"اوّاہٌ منیب" کہنے لگے۔ لوگوں کو بھی آخرت کا خوف دلاتے اور فرماتے"خوف الٰہی سے رونے والو گریہ وزاری کرلو ورنہ وہ دن آنے والا ہے جبکہ تم کو رُلایا جائے گا۔" یہ تھی حضرت ابوبکرؓ کی خیرخواہی کہ اپنے ساتھ سب کی عاقبت کے لیے حد درجہ فکرمند رہتے۔ کبھی فرماتے"میری خواہش ہے کہ میں کسی مومن بندے کے جسم کا ایک بال ہوتا۔" اور کبھی فرماتے،"کاش میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔" (تاکہ حساب سے بچ جاتا)

۱۲ھ میں حج کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں مکہ میں رسول ﷺ کی تعزیت کے لیے آپؓ کے پاس عکرمہؓ بن ابی جہل اور چند لوگ آئے، یہ لوگ تعزیت کرتے جاتے اور حضرت ابوبکرؓ روتے جاتے۔

تقویٰ

ایک مرتبہ زمانہء جاہلیت میں ایک شخص آپؓ کو کسی نامعلوم راستے سے لے چلا اور بولا،"اس راہ میں

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ایسے آوارہ بدمعاش لوگ رہتے ہیں کہ اس طرف سے گزرنے میں حیا آتی ہے۔" یہ سنتے ہی حضرت ابوبکرؓ لوٹ آئے اور کہا "میں ایسے شرمناک رستے سے نہیں جا سکتا۔"

ایک مرتبہ ایک غلام نے آپؓ کو کھانے کی کوئی چیز دی اور کہا، "کہ آپؓ جانتے ہیں کہ یہ کس طرح حاصل ہوئی" فرمایا، "بیان کرو" غلام بولا "میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کی فال کھولی تھی۔ فال کھولنا تو میں نہیں جانتا تھا لیکن اسے دھوکہ دیا۔ آج اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے صلے کے طور پر یہ کھانا دیا۔" یہ سنتے ہی حضرت ابوبکرؓ نے منہ میں انگلی ڈالی اور جو کھایا تھا قے کر کے فرمایا، "جو جسم اکل حرام سے پرورش پاتا ہے جہنم اس کا بہترین مسکن ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایفائے عہد

رسول اللہ ﷺ کے قرضوں کو چکانا اور وعدوں کو پورا کرنا بھی حضرت ابوبکرؓ نے اپنے فرائض خلافت میں شامل سمجھا اور پہلی ہی فرصت میں اس فرض کو ادا کیا۔ بحرین کی فتح کے بعد جونہی مال غنیمت پہنچا، انہوں نے اعلان عام کر دیا، "رسول اللہ ﷺ کے ذمہ کسی کا کچھ نکلتا ہو یا رسول اللہ ﷺ نے کسی سے کوئی وعدہ فرمایا ہو تو وہ میرے پاس آئے۔" اس اعلان پر حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تین مرتبہ ہاتھوں سے بھر بھر کر دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے انہیں اسی طرح تین مرتبہ دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر عطا فرمایا۔ ۳۶ نیز حضرت بشیرؓ مازنی کے کہنے پر ان کو بھی چودہ سو درہم عطا کیے۔

تربیتِ اولاد

حضرت ابوبکرؓ اولاد سے بہت محبت کرتے تھے اور انہوں نے ان کی کردار سازی پر بھرپور توجہ دی۔ اگرچہ ان سے شفقت کا معاملہ بھی کرتے تھے لیکن تربیت اولاد میں بہت با اصول تھے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک روز وہ رسول اللہ ﷺ سے اونچا بول رہی تھیں تو ان کی بلند آواز سن کر حضرت ابوبکرؓ اندر آ گئے اور ان کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ بیچ میں آ گئے۔ تب وہ وہاں سے چلے گئے۔

شفقت

حضرت ابوبکرؓ اپنے پرائے تمام بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ بچے بھی ان سے بہت مانوس تھے اور جب وہ محلّہ میں نکلتے تو بچے ان سے لپٹ جاتے۔ آپؓ ہر ایک سے پیار کرتے، کسی کو گود میں اٹھا لیتے، کسی کو چومتے اور کسی کو کندھے پر بٹھا لیتے۔ مجاہدین جہاد کے لیے روانہ ہوتے اور ان کے بچے روتے تو ان کو سختی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سے تاکید کرتے کہ بچوں کو نہ ماریں۔

ان کی بیٹی حضرت اسماءؓ اور ان کے شوہر حضرت زبیر بن العوامؓ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو ان کے معاشی حالات اچھے نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں نخلستانِ بنو نضیر میں ایک زمین عطا کی جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھی۔ حضرت اسماءؓ کے پاس کوئی غلام یا ملازم نہ تھا لہٰذا خود اپنے گھوڑے اور اونٹ کی نگہداشت کرتیں، ان کے لیے چارہ اور کھجور کی گٹھلیاں تین فرسخ دور سے سر پہ اٹھا کر لاتیں۔ کنویں سے پانی بھرتیں۔ جب چمڑے کے ڈول اور پانی کی مشک پھٹ جاتی تو اسے سیتیں اور آٹا گوندھتیں۔ ان کی محنت اور مشقت دیکھ کر آپؓ نے اپنی بیٹی کو غلام عطا کیا تو ان پر سے کاموں کا بوجھ ہلکا ہوا۔

غزوہ احد کے بعد ایک صحابیؓ نے دیکھا کہ حضرت ابو بکرؓ لیٹے تھے اور ایک بچی کو اپنے سینے پر بٹھایا ہوا تھا، نہایت محبت سے اس کو چومتے اور پیار کرتے۔ انہوں نے حیرت سے پوچھا "یہ کون ہے؟" تو فرمایا "یہ شہیدِ احد سعدؓ بن ربیع انصاری کی بیٹی ہے جس نے اپنی جان رسول اللہ ﷺ پر قربان کر دی۔"

مہمان نوازی

حضرت ابو بکرؓ نہایت مہمان نواز تھے۔ ایک رات ان کے ہاں چند مہمان آئے تو انہوں نے اپنے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ کو ہدایت فرمائی، "میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہا ہوں تم میرے واپس آنے سے پہلے ان کی مہمان نوازی سے فارغ ہو جانا۔" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حسب ہدایت ان کے سامنے کھانا پیش کیا لیکن انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کی غیر موجودگی میں کھانے سے انکار کر دیا۔ اس رات حضرت ابو بکرؓ بہت دیر سے تشریف لائے اور جب یہ معلوم ہوا کہ مہمان اس وقت تک بھوکے بیٹھے ہیں تو اپنے بیٹے پر بہت ناراض ہوئے، اُسے برا بھلا کہا اور فرمایا، "واللہ میں آج اس کو کھانے میں شریک نہ کروں گا۔"

حضرت عبدالرحمٰنؓ ڈر کے مارے مکان کے ایک گوشے میں چھپ گئے۔ آخر وہ ہمت کر کے سامنے آئے اور بولے، "آپؓ مہمانوں سے پوچھ لیں کہ میں نے کھانے کے لیے اصرار کیا تھا۔" مہمانوں نے اس کی تصدیق کی اور کہا اللہ کی قسم جب تک آپؓ عبدالرحمٰنؓ کو نہ کھلائیں گے ہم لوگ بھی نہ کھائیں گے۔ یہ سن کر ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور دستر خوان بچھایا گیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے ہیں، "اس روز کھانے میں اس قدر برکت ہوئی کہ ہم لوگ کھاتے جاتے تھے لیکن وہ کسی طرح کم نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ اس میں سے کچھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔" [۳۷]

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

خدمتِ خلق

خدمتِ خلق سے حضرت ابوبکرؓ کو خاص لطف حاصل ہوتا تھا لہٰذا آپؓ اکثر محلّہ والوں کا کام کر دیتے۔ بیماروں کی تیمارداری فرماتے اور اپنے ہاتھ سے ضعیف و ناتواں کی خدمت انجام دینے میں پیش پیش رہتے تھے۔ اطراف مدینہ میں ایک ضعیف و نابینا عورت رہتی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ روز صبح اس کے جھونپڑے میں جاتے تاکہ اس کی خدمت کر سکیں لیکن وہ دیکھتے کہ کوئی شخص ان سے بھی پہلے یہ ثواب حاصل کر جاتا ہے۔ ایک مرتبہ صبح سویرے آئے تو دیکھا کہ خلیفہ اوّل یعنی حضرت ابوبکرؓ اس ضعیفہ کی خدمت سے فارغ ہو کر جھونپڑے سے باہر نکل رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"قسم ہے اے خلیفۃ الرسول! کیا روز آپ ہی سبقت لے جاتے ہیں۔" ۳۸

حضرت ابوبکرؓ کو کسی بھی کام سے عار نہ تھا۔ اکثر اپنی بھیڑیں خود ہی چرا لیتے اور محلّہ والوں کی بکریوں کا دودھ بھی دوہ دیتے تھے۔ جب آپؓ خلیفہ بن گئے تو ایک لڑکی نے کہا کہ اب وہ خلیفہ بن گئے ہیں تو ہماری بکریاں نہیں دوہا کریں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا، "اللہ کی قسم! میں ضرور دوہا کروں گا اور مجھے توقع ہے کہ جو ذمہ داری مجھ پر آپڑی ہے وہ میری عادتوں کو تبدیل نہیں کرے گی۔" لہٰذا خلافت کے بعد بھی آپؓ اُن کی بکریوں کا دودھ دوہتے رہے۔ یہاں تک کہ چھ ماہ بعد آپؓ سُنح سے مدینہ منتقل ہو گئے۔

انفاق فی سبیل اللہ

حضرت ابوبکرؓ نے اسلام کے لیے بے انتہا مالی خدمات انجام دیں۔ مکہ میں جب غلام اور بے بس لوگ اسلام لاتے تو ان کے کافر مالک ان پر طرح طرح کے ظلم وستم ڈھاتے۔ آپؓ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؓ نے بے تحاشا دولت خرچ کر کے کئی مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کو ان کے مالکوں سے خرید کر آزاد کیا۔ اِن میں حضرت بلالؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ، نذیرہؓ، نہدیہؓ، جاریہؓ، بنی مولؓ اور بنت نہدیہؓ وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کے والد ابوقحافہؓ نے جب ان کو غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کروانے میں اس طرح دولت لٹاتے دیکھا تو کہا، "بیٹا! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جن لوگوں کو آزاد کرانے پر روپیہ پیسہ خرچ کر رہے ہو وہ بہت کمزور ہیں۔ اگر تم طاقتور جوانوں کو آزاد کراتے تو ضرورت کے وقت وہ تمہارے کام آتے۔" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، "میں نے غریبوں کو اپنے کسی فائدے کے لیے خرید کر آزاد نہیں کیا بلکہ یہ کام صرف اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

وہی اس کا بدلہ دے گا۔"

حضرت ابو بکرؓ نے چونکہ اپنی تمام دولت اسلام پر نثار کر دی تھی اس لیے کبھی کبھی عسرت کی وجہ سے دو دو تین تین دن فاقے میں بھی گزر جاتے۔ایک روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھوک سے بے قرار دیکھا تو فرمایا،"میں بھی تمہاری طرح بھوکا ہوں"۔جب یہ بات ابوالہیثمؓ کو معلوم ہوئی تو سب کو اپنے گھر دعوت پر لے گئے۔ جنگِ تبوک کے موقع پر حضرت عمرؓ اپنے گھر کا آدھا سامان یہ سوچ کر لائے تھے کہ آج حضرت ابو بکرؓ سے آگے بڑھ جائیں گے مگر دیکھا کہ حضرت ابو بکرؓ گھر کا سارا سامان لے آئے ہیں۔ان کی سخاوت دیکھ کر رو پڑے اور کہا :

ما استبقنا الیٰ خیر قط الا سبقنا ابو بکر

"ہم جب بھی نیکی کی طرف جھپٹے اس میں ابو بکرؓ ہم سے آگے ہی بڑھ جاتے۔"

شاعرِ ملت علامہ اقبالؒ نے حضرت ابو بکرؓ کے اس جذبہ قربانی کو اپنی ایک خوبصورت نظم **"حضرت ابو بکر صدیقؓ"** میں قلمبند کیا ہے۔جس کا ایک شعر ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس! (بانگ درا)

حضرت ابو بکرؓ کی فیاضی کا سلسلہ زندگی کی آخری سانسوں تک جاری رہا یہاں تک کہ وفات کے وقت بھی آپؓ نے مسکینوں اور فقیروں کو یاد رکھا اور اپنے مال میں سے خمس کی وصیت فرما دی۔

تواضع

حضرت ابو بکرؓ نہایت متواضع تھے۔جب خلافت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے آپؓ اپنا ذاتی کام نہ کر سکے تو صحابہؓ سے فرمایا"میری قوم جانتی ہے کہ میرا پیشہ میرے اہل وعیال کا بار اٹھانے سے قاصر نہ تھا لیکن اب میں مسلمانوں کے کام میں مصروف ہو گیا ہوں لہٰذا آل ابو بکرؓ اس مال (بیت المال) میں سے کھائیں گے۔"صحابہؓ نے اسے منظور کر لیا۔اور انکا وظیفہ بیت المال سے مقرر کر دیا تاکہ خلافت کے کام یکسوئی سے انجام دے سکیں۔ [39]

عجز و تواضع کی انتہا یہ تھی کہ لوگ جانشینِ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے عزت کرتے تو آپؓ کو تکلیف ہوتی اور فرماتے مجھے لوگوں نے بہت بڑھا دیا ہے۔کوئی ان کی تعریف کرتا تو آپؓ یہ مسنون دعا پڑھتے :

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْلِیْ مَا لَا یَعْلَمُوْنَ وَ اجْعَلْنِیْ خَیْرًا مِّمَّا یَظُنُّوْنَ [40]

"اے اللہ نہ گرفت فرمانا میری اس وجہ سے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں اور معاف فرمادے مجھے (اس بات پہ) جو وہ نہیں جانتے۔ اور مجھے اس سے بہتر بنادے جو وہ (میرے بارے میں) گمان کررہے ہیں۔"

تکبر و غرور کی علامات سے بھی خوفزدہ ہو جاتے۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "جو تکبر سے اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے چلتا ہے، قیامت کے روز اللہ اس کی طرف نگاہ نہ کرے گا۔" حضرت ابوبکرؓ نے ڈر کر کہا کہ میرا تہبند بھی کبھی کبھی لٹک جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے۔" [41]

زُہد

حضرت ابوبکرؓ کو امارت اور دنیاوی عہدے پسند نہ تھے۔ خلافت کا بوجھ بھی محض امت کو اختلاف سے محفوظ رکھنے کے لیے اٹھالیا تھا ورنہ دل میں اس ذمہ داری کی تمنا نہ تھی۔ انہوں نے اکثر اپنے خطبوں میں اس حقیقت کی وضاحت کی اور اعلان کردیا تھا کہ اگر کوئی اس بوجھ کو اٹھانے کے لیے تیار ہو جائے تو وہ نہایت خوشی سے ہٹ جائیں گے۔

حضرت رافعؓ طائی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے کہا، "آپؓ بزرگ ہیں مجھے کوئی نصیحت فرمائیں"۔ تو فرمایا، "اللہ تم پر رحمت و برکت نازل فرمائے، نمازیں پڑھو، روزے رکھو، زکوٰۃ دو، حج کرو اور سب سے بڑی نصیحت یہ ہے کہ کبھی امارت و سیادت قبول نہ کرو، دنیا میں امیر کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے اور قیامت کے روز اس کا محاسبہ نہایت سخت اور طویل ہوگا۔"

ایک مرتبہ انہوں نے پینے کے لیے پانی مانگا۔ لوگوں نے پانی اور شہد ملا کر پیش کیا لیکن جیسے ہی منہ کے قریب لے گئے، بے اختیار آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس قدر روئے کہ تمام حاضرین پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ جب پُرسکون ہوئے تو لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کسی چیز کو دور دور کہہ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا چیز ہے جس کو رسول اللہ ﷺ دور فرما رہے ہیں کیونکہ میں تو کچھ نہیں دیکھتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میرے سامنے آئی تھی میں نے اس کو دور کردیا۔ اس وقت اچانک یہ واقعہ مجھے یاد آگیا اور میں ڈر گیا کہ کہیں میں اس دنیا کے دام میں نہ پھنس جاؤں۔ [42]

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم خاص

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ صبح و شام حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لاتے۔ مدینہ منورہ میں بھی ان کو اکثر رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیر تک اہم امور پر بات چیت کے لیے رکنا پڑتا۔ حضرت عمرؓ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات رات بھر حضرت ابوبکرؓ سے مسلمانوں کے معاملات میں مشورہ کرتے اور ان کی رازداری و خلوص پر اس قدر اعتماد تھا کہ پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی بتا دیتے۔ ہجرت جیسے اہم معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت ابوبکرؓ ہی کو شریک راز رکھا۔ آپؓ گوش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اطاعت کا پیکر تھے۔

ان کی رازداری کا یہ حال تھا کہ معمولی سے معمولی راز بھی کبھی ظاہر نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہؓ کی شادی کا پیغام حضرت ابوبکرؓ کو دیا تو آپؓ خاموش ہوگئے۔ جب کچھ ہی دنوں کے بعد ان کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگئی تو انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا، "شاید تم کو میری خاموشی ناگوار لگی تھی" انہوں نے کہا، "کیوں نہیں" تب آپؓ نے فرمایا، "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے آگاہ تھا اور قبل از وقت اسے ظاہر نہیں کر سکتا تھا"۔ ۴۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور متعلقین کا خیال

باغِ فدک اور مسئلہ خمس کے تنازعات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں میں غلط فہمی پھیلا دی تھی۔ خصوصاً حضرت فاطمہؓ کو اس بات کا بہت رنج تھا۔ تاہم خلیفہ اوّل نے ہمیشہ ان کے ساتھ لطف و محبت کا سلوک قائم رکھا اور انکی وفات کے وقت معافی بھی مانگ لی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کے لیے کوئی وصیت فرمائی تھی یا جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص کرم رہتا تھا، حضرت ابوبکرؓ نے ہمیشہ ان کی تعظیم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا خیال رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں اکثر حضرت اُم ایمنؓ کی ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس سلسلے کو جاری رکھا۔ اس طرح سندر نامی ایک غلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے فرمایا تھا کہ "تیرے حق میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بنتے ہی ان کا وظیفہ مقرر فرمایا اور زندگی بھر اس کو جاری رکھا۔

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

لباس وغذا

آپؓ کی زندگی نہایت سادہ تھی، عام کپڑے استعمال فرماتے، دستر خوان بھی پر تکلف نہ تھا۔ مکہ کے امیر ترین تاجر تھے لیکن اسلام کی اشاعت اور اعانت میں اپنا سارا مال خرچ کر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ عسرت کی وجہ سے کبھی کبھی فاقہ بھی کرنا پڑتا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سادگی کا جو معیار حضرت ابوبکرؓ نے اپنایا بعد میں بھی اس پر قائم رہے بلکہ خلافت کے بعد لباس اور غذا میں حضرت ابوبکرؓ کی سادگی اور بھی بڑھ گئی۔

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

رحلت ابو بکر صدیقؓ

علالت و انتقال

ایک سرد دن حضرت ابو بکرؓ نے غسل کیا تو بخار ہو گیا اور مسلسل کئی دن نہ اترا حتیٰ کہ مسجد بھی نہ جا سکتے تھے۔ اس دوران حضرت عمرؓ امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ مرض بڑھتا گیا اور جب زندگی کی امید نہ رہی تو انہوں نے اپنے گھریلو معاملات کی طرف توجہ کی۔ حضرت عائشہؓ کو انہوں نے مدینہ یا بحرین کے نواح میں اپنی ایک جاگیر دے دی تھی لیکن اب خیال آیا کہ اس سے دوسرے وارثوں کی حق تلفی ہو گی۔ اس لیے حضرت عائشہؓ کو بلا کر فرمایا، ''جانِ پدر غربت و امارت دونوں حالتوں میں تم مجھے سب سے زیادہ محبوب رہی ہو، لیکن جو جاگیر میں نے تمہیں دی ہے کیا تم اس میں اپنے بہن بھائیوں کو شریک کر لو گی؟'' حضرت عائشہؓ نے حامی بھر لی۔ اس کے بعد آپؓ نے بیت المال سے جتنا قرض لیا تھا اس کا حساب لگایا اور وصیت فرمائی کہ ان کا ایک خاص باغ بیچ کر بیت المال کی ادائیگی کی جائے۔

حضرت ابو بکرؓ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد کیا تو چند صحابہؓ کو یہ فیصلہ درست نہ لگا۔ کسی نے کہا کہ حضرت عمرؓ کی طبیعت میں بہت سختی ہے آپؓ اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ کو غصہ آ گیا اور لوگوں سے فرمایا ''مجھے بٹھا دو۔'' پھر بیٹھ کر فرمایا، ''میں اللہ کو نہایت عاجزی سے کہوں گا کہ اے اللہ! اس وقت تیری زمین پہ جو سب سے بہترین بندہ تھا میں نے اس کو خلیفہ نامزد کیا تھا۔'' اس کے بعد اپنی بیٹی عائشہؓ کو کہا، ''مسلمانوں کی ملکیت میں سے میرے پاس صرف یہ ایک حبشی غلام، یہ پانی لانے والا اونٹ اور یہ پرانی چادر ہے۔ میرے انتقال کے بعد یہ چیزیں عمرؓ کو روانہ کر دینا۔'' ان کی وصیت کے مطابق بیت المال کی یہ چیزیں حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ کو روانہ کیں تو حضرت عمرؓ رو پڑے اور فرمایا، ''اے ابو بکرؓ! اللہ آپؓ پر رحم و کرم کی بارشیں کرے آپؓ نے تو مجھ پر بوجھ لاد دیا ہے۔'' اس واقعہ سے دونوں خلفائے راشدین کے تقویٰ کی انتہا ظاہر ہوتی ہے۔

وصیتیں

حضرت ابو بکرؓ جب شدید بیمار ہو گئے تو حضرت عمرؓ کو بلا کر امور سلطنت کے بارے میں ضروری ہدایات

© AL HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

دیتے ہوئے فرمایا، "عمر جو کہتا ہوں غور سے سنو پھر اس پر عمل کرنا۔ آج دوشنبہ کا دن ہے اور مجھے امید ہے کہ میں آج رات انتقال کر جاؤں گا۔ اگر میں انتقال کر جاؤں تو شام ہونے سے پہلے اور اگر مجھے رات تک دیر لگے تو لوگوں کو بلا کر سپہ سالار مثنیٰ کے ساتھ عراق کی مہم پر روانہ کر دینا۔ میری موت کی مصیبت خواہ کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو تم کو دین کے احکام اور اوامر خداوندی کی تکمیل سے ہرگز باز نہ رکھے۔ تم نے دیکھا نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر کیا کیا تھا حالانکہ لوگوں کے لیے وہ عظیم ترین سانحہ تھا اللہ کی قسم! اگر میں اس وقت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی تعمیل میں ذرا بھی تاخیر کرتا تو اللہ ہمیں ذلیل کر دیتا، ہمیں سزا دیتا اور مدینہ میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھتے۔" آخر میں فرمایا، "اے عمر! اگر تم میری ان نصیحتوں پر غور کرو گے اور ان کو قابل عمل ٹھہراؤ گے تو موت سے زیادہ کسی چیز کو قابل محبت نہ قرار دو گے اور نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ کے انعامات کی دعا کرو گے۔ لیکن اگر ان پر عمل نہیں کرو گے تو سب سے زیادہ خوف زدہ کرنے والی شے تمہارے نزدیک موت ہوگی۔ یاد رکھو تمہارے امور کا مالک اللہ ہے، تم اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔" [۴۹]

حضرت ابوبکرؓ ہر وقت اسلامی حکومت کے معاملات پر غور و فکر کرتے اور مرض الموت کے وقت بھی انہیں مسلمانوں کی فلاح و بہبود مقصود تھی۔ بستر مرگ پر انتہائی ضُعف اور نقاہت کے باوجود عراق و شام کے حالات کے متعلق حضرت عمرؓ کو ضروری ہدایات دیتے ہوئے فکرِ آخرت کی طرف توجہ دلائی تا کہ وہ مسلمانوں میں عدل و ایمان کے ساتھ حکومت کریں۔ غرض زندگی کی آخری سانسوں تک انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کو اپنا معمول بنایا۔

مرض وفات میں لوگ عیادت کو آئے تو انہوں نے پوچھا، "کسی طبیب کو دکھایا؟" فرمایا، "ہاں"۔ لوگوں نے پوچھا "وہ کیا کہتا ہے؟" فرمایا، "وہ کہتا ہے فعال لما یرید"۔ یعنی اللہ کے ارادے میں کوئی مانع نہیں ہوسکتا اور اشارے سے واضح کر دیا کہ وہ اپنی موت کے فیصلے کو قبول کر چکے ہیں۔ تجہیز و تکفین سے متعلق فرمایا، "دیکھو میرے جسم پر جو چادر ہے اسی کو دھو کر کفن بنا دینا۔" حضرت عائشہؓ رو پڑیں اور کہا، "ابا جان کیا ہم ایسے ہیں کہ آپؓ کو نیا کفن بھی نہیں دے سکتے"؟ کہنے لگے "نہیں، نئے کپڑے کا حقدار تو زندہ انسان ہوتا ہے۔ مردے کے جسم کے لیے تو خون اور پیپ ہے۔ میرے لیے یہ پرانا کپڑا ہی ٹھیک ہے۔" نزع کے وقت ان کی بیٹی حضرت عائشہؓ ان کے پاس بیٹھی تھیں تو انہوں نے باپ کی زندگی کے آخری لمحات دیکھ کر حاتم کا یہ شعر پڑھا

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نعیك ما یغنی اشراء عن الفتی

اذا حشر جت یوما و ضاق بها صدر

"جب نزع کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور سانس نہ آنے کی وجہ سے سینہ گھٹنے لگتا ہے تو دولت انسان کے کام نہیں آتی۔"

یہ شعر سن کر حضرت ابوبکرؓ نے بیٹی کو دیکھ کر فرمایا، "بیٹی اس شعر کی بجائے قرآن کی یہ آیت پڑھو :

وَجَآءَ تْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (ق:19)

"اور آ گئی موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ اور یہی وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔"

اس کے بعد پوچھا، "آج کونسا دن ہے؟ کہنے لگیں، "دوشنبہ۔" پھر پوچھا، "رسول اللہ ﷺ کا وصال کس روز ہوا تھا؟" انہوں نے کہا، "دوشنبہ کے روز۔" یہ سن کر فرمایا، "تو پھر میری آرزو ہے کہ آج ہی کی رات اس فانی دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔" آخری دن بھی دوست کی محبت اور یاد نے ساتھ نہ چھوڑا۔ آپؓ کی یہ آخری آرزو بھی اللہ نے پوری کر دی اور دوشنبہ کا دن ختم کر کے منگل کی رات کو تریسٹھ برس کی عمر میں اواخر جمادی الاوّل ۱۳ھ کو وفات پا گئے۔ آپؓ کی زبان سے آخری کلمات یہ نکلے

"رب توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین۔"[45]

"میرے رب! مجھے اسلام کی حالت میں وفات دے اور نیکوکاروں میں شامل فرما۔"

انا للّٰہ و انا الیه راجعون

وصیت کے مطابق رات ہی کے وقت تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا۔ آپؓ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس نے غسل دیا اور ان کے بیٹے حضرت عبد الرحمٰنؓ باپ پر پانی ڈالتے رہے۔ حضرت عمرؓ فاروق نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر نے قبر میں اتارا اور رسول اللہ ﷺ کے یہ سچے رفیق حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں آپ ﷺ کے پہلوئے مبارک میں اس طرح دفن ہوئے کہ ان کا سر رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک کے برابر ہے۔ قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کے والد ابوقحافہؓ آپؓ کی وفات کے وقت زندہ تھے۔ انہوں نے آپؓ کی وفات کا سنا تو انا للّٰہ و انا الیه راجعون پڑھا اور خاموش ہو گئے۔ بعد میں جب انہیں حضرت ابوبکرؓ کی جائیداد کا حصہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

پیش کیا گیا تو لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ابوبکرؓ کے بیٹے مجھ سے زیادہ اس کے حقدار ہیں۔حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے صرف چھ مہینے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت عمرؓ نے روتے ہوئے فرمایا :

”اے خلیفہء رسول اللہ! تمہاری وفات سے مسلمان سخت تکلیف اور مشکل میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ہم کسی طور سے بھی تمہارے ہم پلہ نہیں ہو سکتے۔تمہارا مقام بہت اونچا تھا۔“

حضرت علیؓ نے اس مکان کے دروازے پر کھڑے ہو کر جہاں حضرت ابوبکرؓ کی میّت رکھی ہوئی تھی نہایت پُر درد طویل خطبہ ارشاد فرمایا۔اس کا کچھ حصہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے،

”اے ابوبکرؓ! اللہ تعالیٰ آپؓ پر رحم فرمائے۔آپؓ ساری قوم سے پہلے اسلام لے آئے آپؓ کا ایمان سراپا خلوص تھا۔آپؓ یقین میں سب سے زیادہ تھے۔غنیٰ میں آپؓ کا کوئی ثانی نہ تھا اور اسلام کے بارے میں آپؓ سب سے زیادہ تیز تھے۔رسول اللہ ﷺ کے بارے میں آپؓ سب سے زیادہ محتاط تھے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے بارے میں آپؓ بہت امین تھے۔اللہ کی قسم آپؓ سب سے زیادہ آگے نکل گئے آپؓ نے اپنے پیچھے آنے والوں کو سخت درماندہ کر دیا۔آپؓ خیر و برکت کے ساتھ کامیاب ہوئے۔آپؓ آہ و فغاں سے بالاتر ہیں۔آپؓ کی مصیبت اہلِ آسمان پر پڑی ہے۔آپؓ کی رحلت کے غم نے لوگوں کو ہلا ڈالا ہے۔خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جیسی تکلیف آج پہنچی ہے مسلمانوں کو پھر نہیں پہنچے گی۔آپؓ مسلمانوں کے لیے ایک مضبوط قلعہ اور مونسِ جان تھے۔آپؓ منافقین پر سخت غیظ و غضب رکھتے تھے۔اللہ تعالیٰ آپؓ کو نبی کریم ﷺ سے ملائے اور ہمیں آپؓ کے اجر سے محروم نہ کرے اور آپؓ کے بعد ہمیں صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔“ [۲۶]

حضرت حسانؓ بن ثابت نے ان کے بارے میں فرمایا،

خیر البریة اتقاھا و اعدلھا بعد النبی و اوفاھا بما حملا

”تمام مخلوق میں نبی ﷺ کے بعد تقویٰ و عدل کے لحاظ سے وہ سب سے بہتر ہیں اور جو ذمہ داری انہوں نے اٹھائی اسے پورا کر دیا۔“

جے جے سوندرس خلیفۂ اول کو خراجِ تحسین دیتے ہوئے لکھتے ہیں،

"The memory of the first Caliph was always cherished by the

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

faithful as a man of simple loyalty and gentle kindness, whose steadfast calm was never ruffled by the most furious gale. His reign was short but its achievements were momentous: his cool firmness surmounted the crisis of the Ridda and reclaimed the Arabian nation for Islam and his resolve to subjugate Syria laid the foundation of the Arab world empire." ؎۷

" پہلے خلیفہ کی یاد ایمان والوں کے دلوں میں ہمیشہ ایک ایسے انسان کے طور پر جاگزیں رہی جو بے لوث وفاداری اور نرم و لطیف شفقت اور مہربانی کے حامل تھے اور جس کے مضبوط اور مستحکم سکون و اطمینان کو تیز تر آندھی بھی ہلا نہ سکی۔ اگرچہ ان کا عہدِ حکومت مختصر تھا مگر ان کے کارنامے عظیم تھے۔ ان کے استقلال نے مرتدین کے بحران پر قابو پا کر عرب قوم کو دوبارہ اسلام میں داخل کر دیا۔ ان کے تسخیرِ شام کے عزم نے عربوں کی عالمی سلطنت کی بنیاد رکھ دی۔"

ان کے دورِ خلافت میں فتوحات میں وسعت کی ابتداء ہوئی ۔ حضرت ابوبکرؓ ایک طرف تو عراق و شام جیسی طاقتوں سے ٹکراتے رہے تھے اور فوجیں روانہ کر رہے تھے تو دوسری طرف بیت المال کی تنظیم و تقسیم عمّال حکومت کی تقرّری و رہنمائی کرتے ہوئے وسیع علاقے پر پھیلی ہوئی سلطنت کے انتظامی امور میں مصروف تھے۔ ہر کام پر بیک وقت توجہ کرتے۔ سلطنت بالکل نوزائیدہ اور نئے نئے حالات درپیش تھے۔ جن لوگوں سے جنگ پیش آ رہی تھی ان کی تہذیب و تمدن سے واقفیت نہ تھی اور نہ ہی ان کی زبان سے آشنائی تھی۔ مفتوحہ عوام کی طرزِ معاشرت عربوں سے بالکل مختلف اور متضاد تھی۔ ان حالات میں نظامِ حکومت کو صحیح رُخ پر چلانا صرف حضرت ابوبکرؓ جیسے صاحب فہم و فراست کا ہی کام تھا جو انہوں نے ستائیس ماہ میں کر دکھایا اور کاروانِ اسلام نہایت آسانی سے آگے بڑھنے لگا۔ مخالفین اسلام مرتدین، کفار اور باغیوں کو جو ہزیمت ہوئی اس سے سلطنت میں استحکام ہوا اور بعد میں آنے والے خلفاء نے اس سے فائدہ اٹھایا اور اسلام دُور دُور تک پھیل گیا۔ پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے اگر حضرت ابوبکرؓ کی ذات نہ ہوتی تو تاریخِ اسلام کا رُخ کسی دوسری طرف ہوتا۔ جب انہوں نے سلطنت سنبھالی تو اس وقت مسلمان خوف و مایوسی میں مبتلا تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے خلافت سنبھالتے ہی ہمت و جرأت سے کام لے کر تمام شورشوں و فتنوں کو ختم کیا مفتوحہ علاقوں میں مساوات و برابری کے قواعد نافذ کیے اور اس سے پہلی حکومتوں نے انسانوں میں جو تفریق قائم کی تھی اسے ختم کیا، سب کو برابر کے حقوق دیئے اور انسانوں میں اونچ نیچ کا کوئی تصور نہ رہا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اولادِ ابوبکر صدیقؓ

حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر

حضرت اسماءؓ کی والدہ کا نام قُتیلہ تھا اور مکہ معظّمہ میں ہجرت نبوی سے ستائیس برس قبل پیدا ہوئیں۔ اسلام لانے والوں میں آپؓ کا شمار سابقون الاولون میں اٹھارویں نمبر پر ہوتا ہے۔ آپؓ کا نکاح حضرت زبیر بن عوامؓ سے ہوا جو اصحاب مبشرہ میں سے ہیں۔ آپؓ رسول ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت حضرت اسماءؓ حاملہ تھیں اور قبا کے مقام پر آپؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو جنم دیا۔ اس لحاظ سے حضرت عبداللہؓ بن زبیر مدینہ کے مہاجر مسلمانوں کے نومولود اوّل تھے۔ اس سے پہلے یہود مدینہ نے مشہور کر رکھا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر کے ان کا سلسلۂ نسل منقطع کر دیا ہے۔ اس لیے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی پیدائش کی خبر سنتے ہی سب مسلمانوں نے اس قدر بلند آواز سے تکبیر پڑھی کہ گردونواح کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ گویا کہ بے پایاں مسرت کی ایک لہر تھی جو تمام مسلمانوں میں دوڑ گئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے علاوہ آپؓ کی اولاد میں عروہؓ، منذرؓ، مہاجرؓ، عاصمؓ، خدیجۃ الکبریٰؓ، ام الحسنؓ اور عائشہؓ شامل ہیں۔ حضرت اسماءؓ بہت عبادت گزار خاتون تھیں لہٰذا آپؓ کے پاس ہر طرح کے مریض دعا کروانے آتے۔ علم و فضل کے لحاظ سے بھی آپؓ اونچا مقام رکھتی ہیں اور چھپن روایات آپؓ سے مروی ہیں۔ حجاج ثقفی نے آپؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کر کے ان کی لاش تین دن تک تختہ دار پر لٹکی رہنے دی۔ جب آپؓ نے یہ کہا کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ یہ شہسوار اپنی سواری سے نیچے اترے تو حجاج نے ان کے بیٹے کی لاش اتروالی۔ آپؓ کا صبر ضرب المثل ہے۔ آپؓ نے طویل عمر پائی اور ان چند ہستیوں میں سے ہیں جنھوں نے زمانہ جاہلیت، دور رسالت، خلفائے راشدین کا عہد اور اس کے بعد کا زمانہ بھی دیکھا۔ آپؓ نے سو برس کی عمر میں ۷۳ ہجری میں مکہ میں انتقال فرمایا۔[۴۸]

حضرت عائشہؓ

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا لقب صدیقہ اور حمیرا تھا اور کنیت اُمِ عبداللہ تھی۔ آپؓ کی والدہ کا نام اُمِ رومان بنت عامر تھا۔ حضرت عائشہؓ بعثت نبوی کے چار سال بعد ماہ شوال میں پیدا ہوئیں۔ آپؓ کا نکاح بھی شوال میں ہوا اور رخصتی بھی ماہ شوال میں ہوئی۔ اس سے پہلے اہل عرب اس مہینے کو منحوس سمجھتے تھے مگر اس کے بعد

لوگوں کے دلوں سے یہ وہم دور ہوا۔آپؓ محدثہ ہونے کے علاوہ فقہی اور اجتہادی مسائل میں بھی عبور رکھتی تھیں اور اپنے وقت کی بلند پایہ خطیب بھی تھیں۔آپؓ نے دوشنبہ سترہ رمضان المبارک کو وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ۴۹؎

حضرت عبداللہؓ بن ابی بکر

حضرت عبداللہ حضرت اسماءؓ کے حقیقی بھائی تھے۔آپؓ بھی اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان ہو گئے تھے اور یوں آپؓ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ہجرت مدینہ کے وقت بھی آپؓ ہی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدّیقؓ کو غار ثور میں مکہ کے حالات بتایا کرتے تھے۔آپؓ کی شادی حضرت سعیدؓ بن زید کی بہن عاتکہؓ بنت زید بن عمر بن نفیل سے ہوئی لیکن آپؓ کی کوئی اولاد نہ تھی۔آپؓ نے فتح مکہ اور غزوات حنین وطائف میں شرکت کی۔معرکہ طائف میں ہی آپؓ کو تیر لگا جس کا زخم وقتی طور پر مندمل ہو گیا لیکن رسول ﷺ کی وفات کے چالیس روز بعد پھر پھوٹ پڑا اور اس مرتبہ جان لیوا ثابت ہوا۔ ۵۰؎

آپؓ کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پڑھائی۔حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر، حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت طلحہؓ بن عبید قبر میں اترے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر

آپؓ حضرت عائشہؓ کے حقیقی بھائی تھے۔حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر نے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں مشرکین مکہ کی طرف سے شرکت کی مگر صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور مدینہ میں آکر اپنے والد کے ساتھ قیام کیا۔صلح حدیبیہ کے بعد کے غزوات میں مسلمانوں کی طرف سے شرکت کی اور جنگ یمامہ میں خاص طور پر آپؓ نے بہادری کے جوہر دکھائے۔آپؓ کی اولاد میں دو لڑکے ابوعتیق محمدؒ اور عبداللہؒ اور دو لڑکیاں، حفصہؒ اور اسماءؒ تھیں۔ان سب نے حضرت عائشہؓ کی آغوش میں تربیت پائی۔آپؓ نے ۵۳ ہجری میں وفات پائی۔ ۵۱؎

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکرؒ، حضرت ابوبکرؓ کے بیٹوں میں سب سے چھوٹے تھے۔آپؒ ذوالحلیفہ کے مقام پر حضرت اسماءؓ بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوئے۔حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت اسماءؓ بنت عمیس نے حضرت علیؓ سے نکاح کر لیا۔اس وقت آپؒ کی عمر تین سال تھی اور یوں آپؒ کو حضرت علیؓ کی آغوش میں بھی پرورش

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

کی سعادت حاصل ہوئی۔ مصر میں آپؒ کا مقابلہ حضرت عمرؓ و بن العاص سے ہوا، آپؒ شکست کھا کر گرفتار ہوئے۔ اور معاویہ بن خدیج نے آپؒ کو قتل کرا ڈالا۔ حضرت عائشہؓ نے آپؒ کے بیٹے قاسمؒ کو گود لے لیا۔ قاسمؒ اپنے دور کے بڑے فقیہ تھے۔ ۵۲ھ

ام کلثومؒ

آپؒ حضرت حبیبہ بنت خارجہؓ کے بطن سے حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔ آپؒ سے متعدد روایات مروی ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

ابو بکرؓ کے چند زریں اقوال

(۱) جب تم مشورہ طلب کرو تو راست گوئی سے کام لو تمہیں مشورہ دیا جائے گا، مشیر سے اپنی بات نہ چھپاؤ ورنہ غلط مشورے کا وبال تم پر ہوگا۔

(۲) جب تم سے نیکی کا موقع نکل جائے تو اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اگر تم اسے پالو (یعنی نیکی کا موقع مل جائے) تو اس میں سبقت کرو۔

(۳) جس شخص میں چار صفات ہوں وہ پسندیدہ لوگوں میں سے ہے۔ جو توبہ کرنے والے کو دیکھ کر فرحت محسوس کرے، گناہ گار کے لیے مغفرت طلب کرے، کسی کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دُعا کرے اور محسن کی اعانت کرے۔

(۴) اپنی اصلاح کرلے لوگ تیرے لیے بہتر ہو جائیں گے۔

(۵) بہترین دانائی تقویٰ ہے، سب سے بڑی حماقت گناہ ہے، سب سے بڑی سچائی امانت اور سب سے بڑا جھوٹ خیانت ہے۔

(۶) اللہ نے بشارت کو خوف کے ساتھ ذکر کیا ہے تاکہ بندہ شوق و خوف دونوں کے ساتھ زندگی گزارے۔

(۷) یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے باطن سے ایسے ہی آگاہ ہے جیسا کہ وہ تمہارے ظاہر سے آگاہ ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری نگرانی ہو رہی ہے۔

(۹) کثرت کلام بعض باتوں کے بھول جانے کا باعث بنتی ہے۔

(۱۰) ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ ہدایت سے محروم کر دے وہ گمراہ ہے اور ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ عافیت نہ دے وہ آزمائش و مصیبت میں ہے، ہر وہ شخص جس کی اللہ مدد نہ کرے وہ بے یار و مددگار ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو وہی گمراہ ہے۔

(۱۱) تین چیزیں ایسی ہیں جس کسی میں ہوں گی وہ اس کے لیے وبال ہوں گی: سرکشی، عہد شکنی اور دھوکہ۔

(۱۲) اللہ اس شخص کی مدد فرمائے گا جس نے اپنے بھائی کی مدد کی۔

(۱۳) نیک انسان برائی کے مقامات سے اجتناب کرتا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

(۱۴) اس مال میں کوئی خیر نہیں جس کا انجام جہنم ہو، اوراس آزمائش میں کوئی شرم نہیں جس کے بعد جنت ہو۔

(۱۵) معافی اور سزا کا تعین کرتے وقت تمہاری بات پختہ ہونی چاہئے۔

(۱۶) موت اپنے سابقہ مراحل کی نسبت سب سے زیادہ بھاری ہے۔

(۱۷) آپؓ اپنی زبان کو پکڑ کر کہا کرتے تھے، "یہ وہ ہے جس نے مجھے کٹھن مقامات تک پہنچایا۔"

رضی اللہ عنھم و رضو ا عنه

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

حوالہ جات

۱ ۔ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ (۳۶۵۶)

۲ ۔ الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرہ ام رومان، ابن حجر العسقلانی، ج ۴

۳ ۔ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ (۳۶۷۸)

۴ ۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (۳۹۰۵)

۵ ۔ صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار (۳۹۰۵)

۶ ۔ صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار (۳۹۰۵)

۷ ۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر (۴۶۶۳)

۸ ۔ صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، (۳۹۰۶)

۹ ۔ صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، (۳۹۰۶)

۱۰ ۔ صحیح بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (۳۹۲۶)

۱۱ ۔ تفسیر احسن البیان، سورۃ القمر، ۴۵

۱۲ ۔ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (۳۶۵۴)

۱۳ ۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (۳۶۶۸)

۱۴ ۔ Abu Bakr the Caliph, Abdul Aziz

۱۵ ۔ تاریخ طبری ص ۱۸۵، جعفر محمد بن جریر طبری

۱۶ ۔ تاریخ طبری ص ۴۹۷۱، ج دوئم، جعفر محمد بن جریر طبری

۱۷ ۔ تاریخ طبری ص ۱۸۶۳، ج دوئم، جعفر محمد بن جریر طبری

۱۸ ۔ A Short History Of The World,Pg. 169 ,170 H.G. Wells

۱۹ ۔ فتوح البلدان، بلاذری (۵۱۱)

۲۰ ۔ کنز العمال، ج ۳ بحوالہ ابنِ سعد

۲۱ ۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۰۴، جلال الدین السیوطی

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

۲۲۔ تاریخ الخلفاء، ص۸۱، جلال الدین السیوطی
۲۳۔ مسند احمد، ج۱ص۲،۳
۲۴۔ تاریخ الخلفاء، ص۱۰۳، جلال الدین السیوطی
۲۵۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (۳۶۵۴)
۲۶۔ صحیح مسلم فضائل الصحابہؓ (۶۱۸۲)
۲۷۔ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (۳۶۶۶)
۲۸۔ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (۳۶۶۲)
۲۹۔ ترمذی، مناقب کا بیان، مناقب ابی بکرؓ
۳۰۔ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (۳۶۶۱)
۳۱۔ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (۳۶۶۱)
۳۲۔ جامع ترمذی باب المناقب (۳۶۰۳ حوالہ شاملہ)
۳۳۔ The Preaching of Islam,Pg.12, T.W. Arnold
۳۴۔ صحیح بخاری فضائل اصحاب النبی، (۳۶۶۳)
۳۵۔ تاریخ الخلفاء، ص۱۱۰، جلال الدین السیوطی
۳۶۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس، (۳۱۳۷)؛ قصہ عمان و بحرین (۴۰۳۲ بحوالہ شاملہ)
۳۷۔ صحیح بخاری کتاب الادب، (۶۱۴۰)
۳۸۔ کنز العمال، ج۶ ص۳۱۶
۳۹۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع (۲۰۷۰)؛ المنتظم فی تاریخ الامم و الملوک، عبد الرحمٰن ابن الجوزی، ص۷۱
۴۰۔ الادب المفرد، محمد بن اسماعیل بخاری، (۷۶۱)
۴۱۔ صحیح بخاری کتاب اللباس، (۵۷۸۴)
۴۲۔ اسد الغابہ، ج۳، ۲۱۷
۴۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۰۰۵)
۴۴۔ تاریخ طبری ص۲۴۰، حصہ دوئم جعفر محمد بن جریر طبری

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

۴۵ ۔ تاریخ طبری ص ۲۴۹، حصہ دوئم ، جعفر محمد بن جریر طبری

۴۶ ۔ کنز العمال (برحاشیہ مسند احمد بن حنبل)، ج ۴، ص ۷۔۳۶۶

۴۷ ۔ A History Of Medieval Islam, Pg. 44 , J.J.Saunder

۴۸ ۔ الاستیعاب فی معرفۃ الصحابۃ، ابن عبد البر، ج ۴ ص ۲۱۸۔۲۲۹

۴۹ ۔ الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ابن حجر العسقلانی، ج ۴ ص ۳۵۰

۵۰ ۔ الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ابن حجر العسقلانی، ج ۲ ص ۲۷۹

۵۱ ۔ الاستیعاب فی معرفۃ الصحابۃ، ابن عبد البر، ج ۲ ص ۳۹۳

۵۲ ۔ الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ابن حجر العسقلانی، ج ۳ ص ۴۵۱

اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۔ سیر الصحابہؓ، معین الدین ندوی ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

۲ ۔ حیات ابوبکر، الاستاذ علی الطنطاوی ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور

۳ ۔ خلیفۃ الرسول، طالب ہاشمی البدر پبلیکیشنز

۴ ۔ تاریخ الخلفاء، جلال الدین السیوطی نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

۵ ۔ Rise and Fall of Caliphate, William Muir.

۶ ۔ Abubakr The Caliph,Hugh Kennedy

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

قرآن مجید لفظی ترجمہ وتفسیر آڈیوز

قرآن مجید ترجمہ وتفسیر	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2007	اردو
فہم القرآن مختصر تفسیر	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2017	اردو
قرآن مجید ترجمہ وتفسیر	ڈاکٹر ادریس زبیر	2013	اردو
قرآن مجید ترجمہ وتفسیر	تیمیہ زبیر	2010	انگلش
قرآن مجید ترجمہ وتفسیر	تیمیہ زبیر	2012	انگلش
فہم القرآن مختصر تفسیر	تیمیہ زبیر	2015	انگلش
قرآن مجید ترجمہ وتفسیر	آمنہ الٰہی	2002	انگلش
قرآن مجید ترجمہ وتفسیر	حجاب اقبال	2002	انگلش
فہم القرآن مختصر تفسیر	فرح عباسی	2002	سندھی
فہم القرآن مختصر تفسیر	بسمہ کمال	2002	پشتو

قرآن مجید لفظی ترجمہ، کتب، کتابچے اور کارڈز

قرآن مجید لفظی ترجمہ (دو جلدیں)	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2016	اردو
قرآن مجید لفظی ترجمہ (مکمل)	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2017	اردو
قرآن مجید لفظی ترجمہ پارہ 30-1	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2017	اردو
سورۃ البقرہ (لفظی ترجمہ)	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2017	اردو
سورۃ یوسف (لفظی ترجمہ)	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2017	اردو
سورۃ الحجرات (لفظی ترجمہ)	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2016	اردو
قرآن مجید منتخب آیات اور سورتیں	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2008	اردو
قرآن کے موتی	زبیدہ عزیز (ڈاکٹر فرحت ہاشمی کے دورہ قرآن 2014 سے ماخوذ)		

احادیث پہ مبنی کتب

حدیث رسول ﷺ	ڈاکٹر محمد ادریس زبیر	2013	اردو
علم حدیث	ڈاکٹر محمد ادریس زبیر	2013	اردو
فقہ اسلامی	ڈاکٹر محمد ادریس زبیر	2003	اردو
رب زدنی علما	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2003	اردو/ انگلش
فتنوں کے دور میں	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	2002	اردو
قال رسول اللہ ﷺ	الہدیٰ شعبہ تحقیق	2004	اردو/ انگلش
حسنِ اخلاق	الہدیٰ شعبہ تحقیق	2009	اردو/ انگلش
قبر کے تین سوال	الہدیٰ شعبہ تحقیق	2015	اردو
صدقہ وخیرات	الہدیٰ شعبہ تحقیق	2010	اردو/ انگلش

Please send all orders at: salesoffice.isb@alhudapk.com

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الھدیٰ ایک نظر میں

الھدیٰ انٹرنیشنل ویلفیئر فاؤنڈیشن پاکستان 1994 سے تعلیم اور معاشرتی فلاح و بہبود کے میدان میں سرگرم عمل ہے۔ الحمدللہ! پاکستان اور بیرون ملک اس کی بہت سی شاخیں کام کر رہی ہیں۔ فاؤنڈیشن کے تحت درج ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں:

شعبۂ تعلیم و تربیت

اس شعبہ کے تحت قرآن وسنت کی تعلیم طلباء وطالبات کی تربیت و کردار سازی کے لیے مختلف دورانیے کے درج ذیل کورسز کروائے جاتے ہیں:

- تعلیم القرآن ڈپلومہ کورس
- تحفیظ القرآن کورس
- تعلیم التجوید سرٹیفیکیٹ کورس
- تعلیم دین کورس
- تفہیم دین کورس
- صوت القرآن کورس
- تعلیم الحدیث سرٹیفیکیٹ کورس
- فہم القرآن سرٹیفیکیٹ کورس
- خط وکتابت کورسز
- سمر کورسز
- سوشل میڈیا کے ذریعہ کورسز
- روشنی کا سفر
- روشنی کی کرن
- ریالٹی چیک

ہمارے بچے کورسز: • منار الاسلام • مصباح القرآن • مفتاح القرآن

- **الھدیٰ انٹرنیشنل سکول** میں مانٹیسوری تا گریڈ 9 تک کے بچوں کو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

شعبۂ خدمت خلق

اس شعبہ کے تحت معاشرتی فلاح و بہبود کے مندرجہ ذیل منصوبہ جات پر کام کیا جاتا ہے:

- راشن کی فراہمی رمضان المبارک میں
- اجتماعی قربانی عیدالاضحیٰ کے موقع پر
- روزگار کی فراہمی
- ماہانہ وظائف بیوہ اور نادار خواتین کے لیے
- تعلیمی وظائف مستحق طلبہ کے لیے
- کچی بستیوں میں تعلیمی اور رفاہی کام
- دینی وسماجی رہنمائی پریشان افراد کے لیے
- کفن کی دستیابی
- فری میڈیکل کیمپوں کا قیام
- کنوؤں کی کھدائی اور پانی کی فراہمی
- ضروری امداد قدرتی آفات کے موقع پر

شعبۂ نشر واشاعت

• اس شعبہ میں عوام الناس کی راہ نمائی کے لیے تحقیق شدہ تحریری اور تقریری مواد کی تیاری اور نشر واشاعت کا کام کیا جاتا ہے۔

• **اشاعت کتب:** اردو، انگریزی کے علاوہ دیگر علاقائی زبانوں میں مختلف دینی موضوعات پر کتب، کارڈز، کتابچے اور پمفلٹس تیار کیے جاتے ہیں۔

• **آڈیو اور ویڈیو:** قرآن مجید کی تفسیر کے علاوہ حدیث، سیرت، فقہ اور دیگر تعلیمی، تربیتی، اخلاقی اور معاشرتی موضوعات پر آڈیو اور ویڈیو لیکچرز درج ذیل فورمز پر بلا معاوضہ پیش کیے جاتے ہیں:

☆ **Websites:** www.alhudapk.com , www.farhathashmi.com

☆ **Telegram Channels:** AlhudaNews Channel/25

☆ **Alhuda Apps**: www.farhathashmi.com/alhuda-apps/

☆ **Face book:** www.facebook.com/DrFarhatHashmi/

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

© AL-HUDA INTERNATIONL WELFARE FOUNDATION

خلیفۂ اوّل ابوبکر صدیقؓ

- آزاد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے
- اسلام کے لیے سب سے زیادہ مال و دولت خرچ کرنے والے
- رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کر کے صدیق کا لقب پانے والے
- رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفرِ ہجرت کا اعزاز پانے والے
- جان نثار ساتھی کی طرح نبی ﷺ کی حفاظت کرنے والے
- غارِ ثور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر ثانی اثنین کا لقب پانے والے
- اپنے بلند اخلاق و بہترین کردار کی بدولت خلق کے دل میں گھر کرنے والے
- اپنی زندگی میں جنت کی بشارتیں پانے والے
- السابقون الاوّلون کی صفِ اول میں رہنے والے
- نورانی چہرے اور دلنشین سیرت والے
- بیواؤں، یتیموں اور حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنے والے
- سب سے زیادہ رحمدل، لاوارثوں وضعیفوں کی خدمت کرنے والے
- مسلمانوں کے پہلے خلیفہ کا اعزاز پانے والے
- وقت کی عظیم الشان سلطنتوں کو سرنگوں کرنے والے
- خلافت میں نیکی، عدل و تقویٰ

AL-HUDA Publications (Pvt) Ltd.

ISBN 969-8665-25-8
04010035
AL-HUDA
Publications (Pvt) Ltd.